عمران سیریز 84 ابنِ صفی

خطرناک ڈھلان



عمران سیریز نمبر 84

خطرناک ڈھلان

(دوسرا حصہ)

پیشرس

شکرال کی کہانی کا دوسرا حصہ "خطرناک ڈھلان" ملاحظہ فرمائیے اور ان صاحب کے ذہن رسا کو داد دیجئے جنہوں نے لکھا ہے کہ "ریشوں کی یلغار" پھس پھسی کتاب تھی۔ کتاب کے ابتدائی حصے پر اس قسم کا حکم لگانا انہی جیسے لال بجھکڑ کا حصہ ہو سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ پیشرس تو آپ کا لکھا ہوا لگتا ہے لیکن کتاب کس سے لکھوائی ہے۔ اس بات پر دل چاہتا ہے کہ انہیں بھی ریگستان کے کسی بارہویں حجرے میں بند کرادوں۔

اور اس سوال کا جواب کیا دوں کہ قسط وار کتابیں کیوں لکھ رہا ہوں جبکہ کئی بار اس کی وجہ بتا چکا ہوں۔ خطرناک ڈھلان کے بعد ایک عام نمبر اور آئے گا اور اس کے بعد خاص نمبر جس میں یہ کہانی اختتام کو پہنچے گی۔

ایک صاحب نے اسلام آباد سے لکھا ہے کہ جنگلوں میں مارے مارے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جرائم تو بستیوں میں ہوتے ہیں۔ پھر تہذیب و تمدن کو چھوڑ کر جنگل کی راہ کیوں لی جائے۔ گزارش ہے کہ جنگل سے پھر کسی تمدن کے گہوارے ہی کی طرف رخ ہو جائے گا۔ کیونکہ تمدن کے گہوارے ہی جنگلوں کا سکون بھی غارت کرتے ہیں۔

ایک مولوی صاحب کو ریشوں کی یلغار میں عریانی بھی نظر آئی ہے۔ غالباً وہ چاہتے ہیں کہ نروں کو ماداؤں کی خوشبو پر بے چین نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ڈی ڈی ٹی چھڑک کر بالکل ہی مار دیجئے کم بختوں کو۔

ایک صاحب کے کئی خطوط میرے پاس آئے ہیں۔ لیکن مدعا عنقا ہے۔ اُن کے عالم تحریر کا کچھ پلے ہی نہیں پڑتا۔ ایک خط کے وسط میں اپنی تصویر چپکا دی ہے اس سے بھی پتہ نہیں چلتا کہ گورے ہیں یا کالے!

اور عینک کیوں لگاتے ہیں۔

حیدر آباد کی ایک بھتیجی نے چچا کو اس لئے بہت قابل قرار دیا ہے کہ اس نے سات آٹھ سال کی عمر میں طلسم ہوشربا کی ساتوں جلدیں پڑھ ڈالی تھیں۔ لہٰذا پھر چچا بھی بھتیجی کو "بہت قابل" کیوں نہ سمجھے جبکہ اس نے چچا کی ساری کتابیں تیرہ سال کی عمر تک پڑھ ڈالی ہیں۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کہ "بھتیجی مبارک" کہوں یا "چچا مبارک"۔

ایک صاحب نے خط لکھ کر خاصی "توبہ تلا" بھی کی ہے کہ خدا بروز قیامت جواب نہ طلب کرے کہ تم نے ابن صفی کو خط کیوں لکھا تھا۔ بہر حال ان صاحب کو "ڈیڑھ متوالے" بھی کسی اور کی لکھی ہوئی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ سنئے صاحب! آپ کو اپنے اس شبہے کے لئے ضرور خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ کیونکہ اس کی رحمت ابھی تک میری کتابیں مجھی سے لکھوا رہی ہے۔ شاگردوں سے نہیں لکھوا رہی۔ توبہ کیجئے اس واہمے پر ورنہ سچ مچ حشر کے دن دامن (گریبان نہیں) تھام لوں گا۔

چلتے چلتے اتنا اور عرض کردوں کہ کسی بھی کہانی کے مختلف مدارج ہوتے ہیں اور ان مدارج کی مناسبت ہی سے کچھ لکھا جاتا ہے۔ ہر جگہ زور نہیں باندھا جاتا۔ موقع بے موقع ڈرامہ پیدا کرنے سے آپ تو واہ واہ کرسکتے ہیں۔ لیکن فن کا خون ہو جاتا ہے۔ لہٰذا "واہ واہ" کو کہانی کے آخری حصے کے لئے بچا رکھئے۔ لیکن اگر کہانی کا کوئی حصہ آپ کے ذہن کو گرفت میں لینے سے انکار کردے تو بلاشبہ میرے لئے دعائے خیر کیجئے۔

"ریشوں کی یلغار" کی پسندیدگی کا شکریہ۔

بے شمار "پسندیدگی" کے خطوط میں سے صرف دو عدد خطوط میں ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔

والسلام

ابن صفی

۲۳ / جون ۱۹۷۵ء



ان پہاڑوں کی بناوٹ عجیب تھی۔ اتنی عجیب کہ ان کے درمیان پائی جانے والی وہ طوی
عمارت نہ تو اوپر سے دیکھی جاسکتی تھی اور نہ اطراف سے۔ پہاڑوں کی ڈھلانیں بھی ناقابل عب
معلوم ہوتی تھیں۔

زلمیر کے جنگل ان پہاڑوں کے دامن تک پہنچتے پہنچتے اس طرح غائب ہو گئے تھے۔ جیسے ک
پینٹنگ کا کوئی رنگ بتدریج ہلکا ہوتے ہوتے یکلخت معدوم ہو جائے.... عدم اور وجود ک
درمیان کوئی خط فاصل چھوڑے بغیر بالکل ننگے اور سنگلاخ پہاڑ تھے.... وادی زلمیر کے شمال م
یہ پہاڑ یوں بھی عجیب لگتے تھے کہ ان پر وادی کی ہریالی کی پرچھائیں تک نہیں پڑی تھیں۔
ناقابلِ عبور تھے اس لئے زرد ریگستان میں داخل ہونے کے لئے ان کے دامن میں مغرب
طرف سفر جاری رکھنا پڑتا تھا۔

شکرال میں یہ پہاڑ بے فیض ہی نہیں بلکہ نجس بھی سمجھے جاتے تھے۔ اگر یہ ناقابل عبو
ہوتے تو انہیں زرد ریگستان تک پہنچنے کے لئے ڈیڑھ سو میل کا چکر نہ لگانا پڑتا.... اپنے پیشرو
سے ان کی نحوست کی کہانیاں سنتے آئے تھے لیکن اس سے لاعلم تھے کہ ان میں کوئی عمارت
پوشیدہ ہے۔

اس وقت اسی عمارت کے ایک کمرے میں جو اپنی ساخت اور سامان کی بناء پر وائر
آپریشن روم معلوم ہوتا تھا۔ ایک مرد اور ایک عورت تیز تیز لہجے میں گفتگو کر رہے تھے یہ دو
ہی کسی سفید فام نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

"تم احمق ہو....!" عورت نے مرد کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بدزبانی مجھے پاگل کر دیتی ہے.... اسے ہمیشہ یاد رکھنا....!" مرد غرایا۔

"تم خود کو کیا سمجھتے ہو....؟"

"ایک ذمہ دار آدمی....!"

"اور میرے ماتحت بھی....!" عورت کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

مرد کچھ نہ بولا.... عورت کہتی رہی.... "تم میری مرضی کے خلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ گے۔!"

مرد کے ہونٹوں پر زہریلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔ لیکن وہ عورت کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔

عورت نے کہا۔ "اس مسکراہٹ کا مطلب....؟"

"واقعی تم ایسی ہی انچارج ہو کہ چھینکنے اور کھانسنے کا مطلب بھی پوچھ سکتی ہو۔!"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا معاملہ آگے بڑھادیا جائے گا۔!"

"پھر تم خود کس مرض کی دوا ہو....!"

"کیا مطلب....؟"

"کیا تم خود ہی اپنے کسی ماتحت کو سزا نہیں دے سکتیں۔!"

"مجھے سزا دینے کا اختیار نہیں ہے۔!"

"میں تمہیں یہ اختیار دیتا ہوں۔!"

"شٹ اپ....!"

"مرد نے مسکرا کر اپنی بائیں آنکھ دبائی تھی اور دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔!"

"تم ایک بے حد گھٹیا آدمی ہو....!" عورت نے تلخ لہجے میں کہا۔

"صرف میں ہی نہیں بلکہ ہم سب....!"

"بکواس بند کرو.... اب تم یہاں نہیں رہ سکو گے....!" وہ پیر پٹخ کر دہاڑی۔

"اس کے باوجود بھی میں اس پر احتجاج کرتا رہوں گا کہ دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا دیا گیا ہے.... جب کہ ہم یہاں صرف شکرالی وحشیوں کے لئے آئے تھے۔!"

"تمہیں احتجاج کرنے کا حق نہیں پہنچتا.... تم صرف ایک تنخواہ دار آدمی ہو.... تمہیں

ادارے کی پالیسیوں سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔!"

"لیزا۔۔۔!"

"مادام گوردو کہو۔۔۔۔!" وہ سخت لہجے میں بولی۔"میں نے کسی کو بھی اپنا پہلا نام لینے کا حق نہیں دیا۔!"

"او۔۔۔۔ کے۔۔۔۔ مادام گوردو۔۔۔۔!" وہ چبا چبا کر بولا۔"میں نکولس۔۔۔۔ استدعا کرتا ہوں کہ مجھے اس ملازمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔!"

"بہت بہتر۔۔۔۔! میں ابھی ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرتی ہوں۔!" اس نے کہا اور ٹیلی پرنٹر کے سامنے جا بیٹھی۔۔۔۔ اس کی انگلیاں تیزی سے "کی بورڈ" پر چلنے لگی تھیں وہ اسی لئے خود کو اس اسٹیشن کی انچارج سمجھتی تھی کہ اس کے علاوہ یہاں اور کسی کو بھی پیغام رسانی کے کوڈ کا علم نہیں تھا۔ پیغام کی ترسیل کے بعد وہ ٹیلی پرنٹر کے پاس سے ہٹ آئی۔

نکولس اُسے گھورے جا رہا تھا۔ لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔

"تم نے کیا رپورٹ بھیجی ہے۔!" اس نے تھوڑی دیر بعد کھنکار کر پوچھا۔

"یہی کہ تم ملازمت جاری نہیں رکھنا چاہتے۔!" لیزا گوردو نے خشک لہجے میں کہا۔

"اور ملازمت نہ جاری رکھنے کی وجہ بھی بتائی ہوگی۔!"

"ضروری نہیں ہے۔۔۔۔!"

"تم نے زیادتی کی ہے میرے ساتھ۔۔۔۔ اگر وجہ نہیں بتائی۔!"

"اوپر والوں کو اس کی پرواہ نہیں ہے وجہ بتائے بغیر بھی وہ تمہیں سبک دوش کر دیں گے۔ عموماً یہی ہوتا ہے۔!"

دفعتاً ٹیلی پرنٹر بیدار ہو گیا تھا۔۔۔۔ جوابی پیغام آنے لگا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پیغام کو ڈی کوڈ کر رہی تھی۔ لیکن اصل پیغام کو تحریر میں نہیں لائی تھی۔ اصل جواب تھا۔۔۔۔ "نکولس کو بھی جانور بنا دیا جائے۔!" مگر اس نے نکولس کے لئے لکھا "سبکدوش کیا گیا۔۔۔۔ اُسے بدھ تک پہنچنے والے ہیلی کوپٹر سے واپس بھیج دیا جائے۔" پھر اس نے وہ کاغذ نکولس کی طرف بڑھا دیا۔ نکولس نے اس پر نظر ڈالی۔۔۔۔ اور سر ہلا کر بولا۔"اچھی بات ہے۔۔۔۔ میں وہاں پہنچ کر انہیں ضرور بتاؤں گا کہ میں نے ملازمت کیوں ترک کی ہے۔!"

لیزا نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ "اب یہاں آپریشن روم میں تمہارا کوئی کام نہیں، اپنے کمرے میں جاؤ۔!"

"بہت بہتر...!" نکولس اٹھتا ہوا غرایا اور فرش پر زور زور سے پیر پٹختا ہوا چلا گیا۔

لیزا کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ اس نے انٹر کوم کا بٹن دبایا اور آہستہ سے بولی۔ "ہیلو... روبن...!"

"یس گوردو...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"آپریشن روم میں آ جاؤ...!"

"او کے...!" دوسری طرف سے آواز آئی اور لیزا نے انٹر کوم کا کنکشن آف کر دیا۔

لیزا ستائیس اٹھائیس سال کی گداز جسم والی ایک دل کش عورت تھی آنکھیں بڑی بڑی اور جبڑوں کی مخصوص بناوٹ کی بناء پر مضبوط قوت ارادی کی مالک بھی معلوم ہوتی تھی۔

آپریشن روم کا دروازہ کھول کر ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اور دروازے کے قریب رک کر حیرت سے بولا۔ "آہا... نکولس ڈیوٹی سے غیر حاضر ہے کیا۔!"

لیزا اس کی طرف مڑی۔

"نہیں روبن...! اچانک اس کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ اسی لئے میں نے تمہیں بلایا ہے۔!"

"اچھا... اچھا...!"

"میں وادی کے مختلف پوائنٹس کا جائزہ لینا چاہتی ہوں۔!"

"ضرور... ضرور...!"

"نکولس کا بقیہ سارا وقت تمہارے سر نہیں ڈالا جائے گا۔!"

"ڈالا بھی جائے تو کیا فرق پڑتا ہے... کل وہ میرے کام آئے گا۔!"

"اسی لئے پورے سٹاف میں تمہیں سب سے زیادہ پسند کرتی ہوں۔!"

"شکریہ گوردو...!"

سامنے والی دیوار کے قریب پہنچ کر روبن نے کنٹرول بورڈ کے ایک پش سوئچ پر انگلی رکھ دی اور بائیں جانب ایک اسکرین روشن ہو گئی تھی یہ چار فٹ لمبی اور تین فٹ چوڑی اسکرین تھی۔

"پوائنٹ نمبر تین....!" لیزا نے کہا۔

روبن نے دوسرے پش سوئچ پر انگلی رکھی ہی تھی کہ اسکرین پر وادی زلمیر کا کوئی حصہ نظر آنے لگا اور سنہری مادہ سیاہ نر کے ساتھ اچھل کود کرتی ہوئی دکھائی دی۔

"کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہم ان کی آوازیں بھی سن سکتے۔!" روبن بولا۔

"اس کا انتظام ناممکن ہے....!" لیزا نے کہا۔

"اسکرین پر وہ دونوں اس طرح متحرک نظر آرہے تھے جیسے رقص کر رہے ہوں۔!"

"بہت خوش معلوم ہوتے ہیں۔!"

"پوائنٹ نمبر سات....!" لیزا نے کہا۔

روبن نے کوئی اور بٹن دبایا اور اسکرین کا منظر بدل گیا... یہاں سفید مادہ تنہا دکھائی دی۔

"پوائنٹ نمبر پانچ....!"

منظر پھر بدلا.... ایک سیاہ نر گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا نظر آیا۔

اس کے بعد لیزا نے کئی پوائنٹس کے نمبر دہرائے تھے۔ مناظر بدلتے رہے پھر اس نے ہاتھ کے اشارے سے کارروائی ختم کرنے کو کہا تھا۔ اسکرین تاریک ہو گئی۔

"تیسرا کہاں گیا....؟" لیزا پر تشویش لہجے میں بڑبڑائی۔

روبن کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے اس نے کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!"

"کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم صرف اپنے کام سے کام رکھو....!"

"مقصد.... گوردو.... اگر ہم مقصد سے آگاہ ہو جائیں تو کیا حرج ہے۔!"

"مقصد کا علم تو مجھے بھی نہیں ہے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے.... جس سرگرمی سے تم کام میں حصہ لے رہی ہو اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ کم از کم تم تو مقصد سے واقف ہی ہو گی۔!"

"مجھے صرف اس سے سروکار ہوتا ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے کیونکر کرنا ہے....؟ اسے وہ جانے جو ہم سے کام لے رہے ہیں۔"

"لیکن ہم کسی مشین کے پرزے نہیں.... آدمی ہیں۔!"

"آدمی کے ساتھ سب سے بڑی ٹریجڈی یہی ہے کہ وہ مشین کا پرزہ نہیں بن سکا.... اگر وہ کسی مشین کے پرزے ہی کی طرح صرف اپنے کام سے سروکار رکھے تو اُسے بہتیرے دکھوں سے نجات مل جائے گی۔!"

"اچھا یہی بتادو کہ اس کام کے لئے خصوصیت سے یہی علاقہ کیوں منتخب کیا گیا ہے۔!"

یہاں کے باشندے غیر مہذب اور توہم پرست ہیں.... یہ اسے کوئی آسمانی بلا سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا وہ اس سے متعلق کسی قسم کی چھان بین کئے بغیر خاموشی سے جانور بنتے رہیں گے پھر دوسری آسانی یہ ہے کہ یہاں یہ عمارت ہمارے ہاتھ لگ گئی ہے۔!"

"ہاتھ لگ گئی ہے.... کیا مطلب....؟" روبن نے حیرت سے کہا۔

"تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ عمارت ہماری فرم نے بنوائی ہے۔!"

"پھر اور کیا سمجھوں....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... تم خود سوچو بھلا ہمارے لئے کیوں کر ممکن ہوتا۔ کیا ہم یہاں تک تعمیر کا یہ سامان لا سکتے... دراصل یہ عمارت پچھلی جنگ عظیم کے دوران میں جرمن نازیوں نے بنائی تھی۔ یہاں سے وہ کئی ممالک پر نظر رکھ سکتے تھے۔ یہاں انہوں نے شمسی توانائی سے چلنے والا جنریٹر لگایا تھا۔ ایسا زبردست جنریٹر جو ایک بہت بڑے شہر کو برقی توانائی سپلائی کر سکتا ہے۔ تم دیکھ ہی رہے ہو ہاں تو بس اس عمارت کی دریافت تین بڑوں میں سے ایک کے سر ہے۔!"

"وہ کون ہے....؟"

"پروفیسر برنارڈ....!"

"تب تو اسے پہلے ہی سے علم رہا ہوگا.... وہ بھی تو جرمن ہی ہے۔!"

"ہو سکتا ہے....!"

"لیکن مقصد....؟"

"کیوں غم پال رہے ہو....؟" لیزا ہنس کر بولی "اپنے کام سے کام رکھو....!"



عمران گھوڑا اڑائے رحبان کی طرف بڑھا جا رہا تھا اور اس وقت انسانیت ہی کے جامے میں تھا۔ پہلے اس نے تجویز پیش کی تھی کہ شہباز ہی رحبان جائے اور کسی طرح ان گیارہ آدمیوں کو ان کے

حجرے سے نکال لائے جن کی ماہیت بدل گئی تھی لیکن پھر اس نے خود ہی اس تجویز کو رد کر دیا تھا۔
ضروری نہیں تھا کہ شہباز اپنی ظاہری حالت کو چھپائے رکھنے میں کامیاب ہو جاتا۔ بہر حال ناکامی کی صورت میں یا تو وہ کسی کی گولی کا شکار ہو جاتا یا پوری بستی میں ہراس پھیلا دیتا.... لہٰذ عمران نے یہی مناسب سمجھا کہ خود ہی جائے اور کسی نہ کسی طرح رحبان کے سردار شہداد تک رسائی حاصل کرلے۔ شکرال کی ہر بستی میں اس کے کچھ نہ کچھ شناسا موجود تھے اس لئے وہ تھا تو کسی شکرالی ہی کے لباس میں لیکن خدوخال میں کسی تبدیلی کے بغیر۔
بحیثیت صف شکن دور سے بھی پہچانا جاسکتا تھا۔
شام ہوتے ہوتے وہ بستی میں جا پہنچا اور سیدھے ایک کڑک کی راہ لی۔ یہاں خاصی بھیڑ تھی اس نے اپنے لئے ایسی جگہ منتخب کی جہاں اس پر ہر ایک کی نظر پڑ سکتی۔
زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی اسے بہت غور سے دیکھنے لگا۔ عمران کے چہرے پر پائی جانے والی حماقت کچھ اور گہری ہو گئی۔
پھر وہ آدمی اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔
عمران اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرایا اور آہستہ سے بولا۔ "اگر تم نے مجھے پہچان لیا ہے تو شور مچانے کی ضرورت نہیں۔!"
"تو پھر واقعی میں نے تمہیں پہچان لیا ہے صف شکن....!"
"بیٹھ جاؤ.... اور آہستہ بولو....!"
شکرالی کے چہرے سے دبے دبے جوش کا اظہار ہو رہا تھا۔ اُس نے اس کے قریب بیٹھ کر گرمجوشی سے اس کا بازو دبایا تھا۔
"میں ہمیشہ صحیح وقت پر تم لوگوں میں پہنچتا ہوں۔!" عمران نے کہا لیکن شکرالی کچھ نہ بولا۔
"کیا ان گیارہ جیالوں میں سے کوئی حجرے سے باہر نکلا....؟" عمرن نے پوچھا۔
"اوہ... صف شکن کوئی نہیں.... کوئی بھی نہیں...!" وہ اچانک مضطرب نظر آنے لگا۔
"سب ٹھیک ہو جائے گا....!"
"ہم نہیں سمجھ سکتے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔!"
"میں جانتا ہوں.... لیکن تم فکر نہ کرو....!"

"تم کیا جانتے ہو.....؟"

"ابھی ظاہر کرنے کا وقت نہیں آیا۔ کیا تم سردار شہداد تک میرا ایک پیغام پہنچا سکو گے۔!"

"ان میں سے کوئی کسی کی نہیں سنتا.....!"

"یہ بہت ضروری ہے..... میں تمہارا نام بھول گیا ہوں۔!"

"عسکر.....!"

"ہاں..... تو بھائی عسکر.....! جس طرح بھی ممکن ہو..... ورنہ چٹانوں کے بیٹے جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔!"

"شہداد میرا عم زاد ہے..... لیکن یقین کرو..... وہ میری بھی نہیں سنے گا..... ٹھہرو.....! پہلے میں تمہارے لئے تیمال منگاؤں..... باتیں بعد میں ہوں گی۔!"

شکریہ..... رب عظیم نے مجھے صرف ٹھنڈا یا گرم پانی پینے کی اجازت دی ہے قہوہ منگوالو۔!"

عسکر نے تلارگ کو آواز دی۔

"بات بھی ہوتی رہے تو کیا حرج ہے.....!" عمران بولا۔ "تم میرے نام پر شہداد کو آواز دینا..... اگر نہ بولے تو واپس آجانا..... اس سے کہنا صف شکن نے کہا ہے کہ وہ نہ کوئی آفاتی بلا ہے اور نہ کوئی وباء..... مجھ سے مل لو تو بہتر ہو گا۔!"

"تم نے مجھے بے چینی میں مبتلا کر دیا ہے..... صف شکن..... خیر..... قہوہ پی کر میرے ساتھ گھر چلو.....!"

"یہ زیادہ بہتر ہو گا..... میں نہیں چاہتا کہ یہاں میری موجودگی کی خبر عام ہو جائے۔!"

عسکر کچھ نہ بولا..... قہوہ پی کر دونوں کزک سے باہر نکلے تھے اور عمران نے تھان سے گھوڑا کھولا تھا لگام تھامے ہوئے عسکر کے ساتھ پیدل ہی چلتا رہا۔

"تم میرے مہمان ہو صف شکن.....! کاش اس پریشانی کے دور سے پہلے آئے ہوتے۔!"

"شاید رب عظیم نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے کہ تم اس پریشانی کے دور سے بعافیت گزر جاؤ۔!"

"کیا انہیں کوئی ایسا حادثہ پیش آیا ہے جسے آسمانی بلا یا بیماری سمجھا جا سکے۔!"

"بس گھر چل کر باتیں کریں گے۔!"

پھر وہ خاموشی سے چلتے رہے تھے..... گھر پہنچ کر عمران نے محسوس کیا کہ عسکر حقیقت حال

سے آگاہی کے لئے حد سے زیادہ بے چین نظر آنے لگا ہے۔

"کیا تم اسے پسند کرو گے کہ پوری بستی میں خوف کی لہر پھیل جائے....؟" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہر گز نہیں....!"

"فی الحال بستی والے متحیر ہیں لیکن اگر ان پر حجرہ نشینوں کا راز ظاہر ہو گیا تو وہ خوف سے پاگل ہو جائیں گے۔ لہٰذا میں انہیں جو کچھ بتانے جا رہا ہوں اسے تمہاری ذات تک ہی محدود رہنا چاہئے۔!"

"رب عظیم کی قسم ایسا ہی ہو گا....!"

"پہلے یہ بتاؤ کہ وہ عورت کون تھی جس نے بڑے عابد کی توجہ ان گیارہ آدمیوں کی طرف مبذول کرائی تھی۔"

کوئی بھی رہی ہو.... شہداد کی بیوی ہر گز نہیں تھی.... یہ بات تو پورے شکرال میں پھیل گئی ہے کہ کس عورت نے شہداد کی نمائندگی کرنے کی کوشش کی تھی۔

بہر حال جو کوئی بھی تھی یہی چاہتی تھی کہ وہ گیارہ آدمی اپنے حجروں سے نکل آئیں۔

"اچھا.... میں اتنا سمجھ گیا....!"

"اگر میں یہ کہوں کہ وہ گیارہ آدمی بن مانس ہو گئے ہیں تو کیا تم یقین کر لو گے۔!"

"بن مانس....! نہیں....!"

"حالانکہ یہاں ان میں سے کسی کا ہاتھ دیکھا گیا تھا جس پر بالشت بھر لمبے بال تھے۔!"

"افواہ ہے صف شکن....! پوری بستی میں کسی بچے کو بھی اس کا اعتراف نہیں ہے کہ اُس نے کوئی ایسا ہاتھ دیکھا ہے۔!"

"پھر اُس افواہ کو پھیلانے والا بھی کوئی ایسا ہی فرد ہو گا جیسی وہ عورت تھی۔!"

"ہو سکتا ہے....!"

"لیکن یقین کرو کہ یہ افواہ نہیں حقیقت ہے...... کوئی انہیں حجروں سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔!"

"کون....؟"

"ابھی یہ بتانا مشکل ہے.... لیکن اگر وہ گیارہ میری بات مان لیں تو شاید میں جلد ہی

سازشیوں کو بے نقاب کر سکوں....!"

"مگر صف شکن.... وہ بن مانس کیسے ہو گئے....!"

"فرنگیوں کے پاس ایسی ادویات موجود ہیں۔!"

عسکر کی پیشانی پر فکر مندی کی لکیریں ابھر آئیں.... تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"بڑے عابد کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ کوئی شکرالی تا حکم ثانی وادی زلمیر میں قدم نہ رکھے۔!"

عمران نے کہا۔"میرے ہی مشورے پر بڑے عابد نے اعلان کرایا ہے.... اگر وہ گیارہ آدمی بات کرنے پر رضامند ہو جائیں تو میں اسے ثابت کر دونگا کہ اُن پر یہ بپتا وادی زلمیر ہی میں پڑی ہو گی۔!"

"زرد ریگستان کے سفر کے لئے وادی زلمیر سے گزرنا ضروری ہے۔!"

عمران کچھ نہ بولا.... دفعتاً عسکر چونکا تھا اور عمران کو غور سے دیکھتا ہوا بولا تھا"سردار شہباز کا بھی کوئی پتہ نہیں۔!"

"وہ اس عورت کی تلاش میں ہے جس نے شہداد کی بیوی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن وہ رحبان نہیں پہنچے۔ جبکہ داراب نے کہا تھا کہ وہ رحبان کے لئے روانہ ہوئے تھے۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہے.... آج صبح تک ہم دونوں ساتھ ہی رہے تھے۔!"

"کہاں....؟"

"وادی زلمیر میں....!"

عسکر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے....؟" عسکر نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"شارق....!" باہر سے آواز آئی۔

"شہداد کا منجھلا بیٹا.... خیرہ سر....!" عسکر نے آہستہ سے کہا۔

"خیرہ سر....؟"

"ہاں.... اور پہلی بار اس نے میرے دروازے پر دستک دی ہے۔!"

"تو پھر....؟"

"ہنگامہ....!"

"ہوسکتا ہے میرے خلاف کوئی خلش اُسے یہاں لائی ہو۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ شکرال کے خیرہ سروں کے بارے میں بھی معلومات رکھتا تھا۔ چھیڑ چھاڑ کر کے دوسروں سے لڑنے والے کسی کو خاطر میں نہ لانے والے خیرہ سر بھی شکرال کی روایات میں خاصی اہمیت رکھتے تھے۔ اپنے حال میں مست رہنے والے لوگ جب کسی اور کی طرف متوجہ ہوتے تو اسے اپنی عافیت خطرے میں نظر آنے لگتی تھی۔ عسکر شہداد کا چچازاد بھائی تھا۔ اس طرح شارق اس کا بھتیجا ہوا۔ لیکن اس کی آمد پر وہ بھی کسی قدر نروس نظر آنے لگا تھا۔ عمران خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔

"دروازہ کھولو....!" باہر سے پھر آواز آئی۔

عسکر طوعاً و کرہاً آگے بڑھا تھا دروازہ کھلتے ہی وہ اُسے دھکا دیتا ہوا اندر گھس آیا۔

عمر اٹھارہ، انیس سال سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔ خاصا قد آور اور مضبوط جسم والا تھا۔ آنکھوں سے وحشت برس رہی تھی۔

"یہ کون ہے....؟" اس نے عمران پر سے نظر ہٹائے بغیر سوال کیا۔

"میرا ایک دوست....!" عسکر بولا۔

"تمہارے علاوہ کزک میں اسے اور کسی نے نہیں پہچانا۔!"

"تو میں کیا کروں....؟"

"تمہارے علاوہ اور کون پہچانتا ہے اسے....؟"

"تمہارا باپ....!"

"چچا عسکر....! میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا۔!"

"میری ہڈیاں زیادہ رسیلی ہیں....!" عمران مسکرا کر بولا۔

شارق نے وحشیانہ انداز میں عمران پر چھلانگ لگائی۔ غالباً اس کے سینے پر ٹکر مارنا چاہتا تھا لیکن عسکر بڑی پھرتی سے دونوں کے درمیان آکر فرش پر چاروں خانے چت گرا.. ساتھ ہی اس نے شارق کو للکارا بھی تھا کہ اگر اس کے مہمان کو ذرا سی بھی خراش آئی تو وہ اسے قتل کر دے گا۔

"میں نے اس لڑکے پر اپنا خون معاف کیا....!" عمران کہتا ہوا شارق کے دوسرے حملے

سے بچا تھا۔ عسکر اٹھ ہی رہا تھا کہ اس نے شارق کو لہرا کر فرش پر گرتے دیکھا۔ وہ گرا تھا اور پھر نہیں اٹھ سکا تھا۔ عمران اس کے قریب ہی کھڑا بیہوش لڑکے کو مغموم نظروں سے دیکھتا رہا۔

"ک.... کیا ہوا....؟" عسکر ہکلایا۔

"کچھ بھی نہیں.... تھوڑی دیر بعد ہوش آجائے گا...!" عمران بولا "جوش ہی جوش ہے تجربہ نہیں رکھتا...!"

"مجھے یقین ہے... کسی نے ورغلا کر اسے یہاں بھیجا تھا.... ورنہ اس نے کبھی میرے منہ آنے کی کوشش نہیں کی۔!" عسکر نے مضمحل سی آواز میں کہا۔

دفعتاً عمران بیہوش خیرہ سر کی طرف جھکا تھا جس کی مٹھی میں اُسے کوئی چمک دار چیز دبی ہوئی دکھائی دی تھی۔ عسکر بھی متوجہ ہو گیا۔ عمران بیہوش خیرہ سر کی مٹھی کھول رہا تھا۔ چمک دار چیز اس کی گرفت سے پھسل گئی۔

یہ سگریٹ لائٹر کی شکل کا ایک چھوٹا ٹرانس میٹر ثابت ہوا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" عمران نے اسے عسکر کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"تمباکو نوشی کے لئے...!"

عمران نے اپنے سر کو منفی جنبش دی.... پھر وہ اسے اس کا استعمال سمجھانے لگا۔

"میرے لئے نئی دریافت ہے....!" عسکر پر تفکر لہجے میں بولا۔

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں کے لئے نئی چیز ہے۔!"

"بالکل....!"

"اسے کہاں سے ہاتھ لگا ہے۔!"

"رب عظیم ہی جانے۔!"

"کیا اس نے اس دوران میں شکرال سے باہر کا سفر کیا تھا....؟"

"نہیں.... اس نے ابھی تک غیر شکرالی آسمان نہیں دیکھا....!"

"اور یہ پہلی بار تم پر چڑھ کر آیا تھا....!"

"بالکل یہی بات ہے....!"

"اچھا میں دیکھوں گا.... وہ ہوش میں آرہا ہے.... تم یہاں سے ہٹ جاؤ۔!" عسکر کے

انداز میں ہچکچاہٹ تھی۔

فی الحال اپنی روایتی مہمان نوازی کو بھول جاؤ.... ہم عرصہ جنگ میں ہیں.... تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ شکرال کس خطرے سے دوچار ہے....!" عمران نے اس کا بازو پکڑ کر دروازے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"ہوشیار رہنا....!" عسکر بولا۔

"ہاں.... ہاں.... میں اپنی حفاظت کر سکتا ہوں۔!"

عسکر چلا گیا.... بے ہوش نوجوان نے کروٹ لی تھی.... کراہا تھا اور پھر بڑی پھرتی سے اٹھ بیٹھا لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنے ہولسٹر سے ریوالور نکال سکتا عمران کا ریوالور نکل آیا۔

"یہ کرتب....!" وہ آہستہ سے بولا۔"اور ایسے ہی کئی اور تمہیں بھی سکھا سکتا ہوں میرے شاگرد بن جاؤ۔!"

"تم ہو کون....؟" شارق دہاڑا۔

"اس سے پہلے یہ بتاؤ کہ یہ تمہیں کہاں سے ملا۔!" عمران نے بائیں ہاتھ سے اُسے وہ ٹرانس میٹر دکھاتے ہوئے پوچھا جو کچھ دیر قبل اس کی مٹھی سے نکالا تھا۔

"اوہ.... لٹیرے....!" شارق نے اٹھنے کی کوشش کی۔

"نہیں اسی طرح بیٹھے رہو....!" عمران ریوالور کو جنبش دے کر بولا۔

"میں کہتا ہوں.... اسے واپس کر دو....!"

"یہ معلوم کئے بغیر ناممکن ہے کہ تمہیں کہاں سے ملا ہے۔!"

"اور اگر میں نہ بتاؤں تو....!"

"عسکر کا مہمان تمہیں مار ڈالے گا اور کسی کے کانوں پر جوں نہیں رینگے گی۔ کیونکہ عسکر کا مہمان پوری بستی کا مہمان ہے اور تم ایک حملہ آور کی حیثیت رکھتے ہو۔!"

وہ خاموشی سے عمران کو گھورتا رہا پھر دانت پیس کر بولا۔"تمہیں واپس کرنا پڑے گا۔!"

"کوشش کرو.... اس بار تمہیں ہوش نہیں آئے گا۔!"

شارق چیخ چیخ کر عسکر کو پکارنے لگا۔

"وہ نہیں آئے گا.... جب تک کہ میں آواز نہ دوں....!" عمران مسکرا کر بولا۔

اب وہ بے بسی سے عمران کو دیکھے جارہا تھا.... آخر بولا۔"یہ میرا کھلونا ہے.... جادوئی کھلونا اس میں سے کبھی کبھی گھوڑے کی ہنہناہٹ سنائی دیتی ہے میں نے کسی کو نہیں بتایا.... لاؤ مجھے واپس دے دو.... ورنہ میں تمہارے تفنگچے سے بھی نہیں ڈروں گا۔!"

"ملا کہاں سے تھا....!"

"مجھے یاد نہیں.... کہیں پڑا ملا تھا....!"

"یاد کرو شارق.... یہ بہت ضروری ہے۔!"

"تم آخر ہو کون.... اور تمہیں میرے معاملات سے کیا سروکار....!"

"میں تمہارے باپ کا دوست ہوں....!"

"لیکن میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا....!"

"نہ دیکھا ہو.... مگر نام ضرور سنا ہوگا....!"

"کیا نام ہے....؟"

"صف شکن....!"

"کون صف شکن....؟"

"شاید شکرال میں ایک ہی صف شکن کی کہانی مائیں بچوں کو سنایا کرتی ہیں۔!"

"نہیں....!" وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا.... متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا۔

"وہ صف شکن تو نہیں....!" شارق اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا۔"جس نے دوڑتے ہوئے گھوڑے پر کھڑے ہو کر رائفل سے ہوائی جہاز گرالیا تھا۔!"

"تم ٹھیک سمجھے۔!"

وہ جھپٹ کر عمران سے لپٹ گیا اور بچوں کی طرح سسکیاں بھرتا ہوا بولا "مجھے معاف کردو.... مجھے معاف کردو.... میں تو تمہارے خواب دیکھا کرتا تھا۔!"

"پرواہ مت کرو....!" عمران نے اس کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا۔"میں تو تمہارے باپ سے ملنے آیا تھا۔!"

"مشکل ہے....!"

"میں اس کے بارے میں سن چکا ہوں.... لیکن تم لوگوں نے یہ جاننے کی کوشش کیوں

نہیں کی کہ ایسا کیوں ہے۔!"

میں تو دروازہ توڑ دیتا لیکن میری بہن آڑے آتی ہے۔!"

"مجھے کسی نہ کسی طرح حجرے تک پہنچ کر سردار شہداد سے دو باتیں کرنی ہیں۔!"

"ارے ابھی چلو.....! میں تمہاری وجہ سے چچا عسکر سے معافی مانگ لوں گا۔!"

"لیکن یہ.....!" عمران نے ٹرانس میٹر کی طرف اشارہ کیا۔

"اب میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔!"

"جتنی جلدی ممکن ہو اتنا ہی اچھا ہے۔!"

"یہ ہے کیا.....؟"

"فرنگیوں کا ایک شیطانی چرخہ..... تمہیں گھوڑے کی ہنہناہٹ کے علاوہ اور کچھ بھی سنائی دیتا ہے یا نہیں.....!"

"نہیں..... میں نے اور کچھ نہیں سنا.....!"

"کوئی وقت مقرر ہے اس آواز کا.....!"

"اس پر تو میں نے دھیان نہیں دیا۔!"

"اب بتاؤ ... کیا بتانا چاہتے تھے۔!"

"زیارت میں کوئی میری سوتیلی ماں بن کر گئی تھی.... مجھے اس مکار عورت کی تلاش تھی .... میں گلتر تک گیا.... اُسے ڈھونڈتا رہا.... وہ نہ ملی.... واپسی پر گوگرد کے چشمے کے قریب یہ چیز مجھے پڑی ملی تھی۔!"

"گوگرد کا چشمہ.....!" عمران نے پر تفکر انداز میں دہرایا۔

"ہاں... وہ چشمہ جو سڑتے ہوئے جسموں کو بھی توانا کر دیتا ہے۔ اس کا پانی مسیحائی کرتا ہے۔!"

"اچھا... اچھا... اس کے پانی سے گوگرد کی بو آتی ہوگی۔!"

"ہاں.... ہاں....!"

"میں نے وہ چشمہ نہیں دیکھا....!"

"میں تمہیں دکھاؤں گا۔!"

"کیوں نہ ہم پہلے یہی کام کر لیں۔ تمہارے باپ سے بعد میں ملنے کی کوشش کروں گا۔!"

"ٹھیک ہے....!"

عمران نے عسکر کو آواز دی تھی.... وہ آیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دونوں کو دیکھتا رہا۔ دفعتاً شارق بولا۔ "میں معافی چاہتا ہوں چچا عسکر... اگر تم نے پہلے ہی بتادیا ہوتا کہ یہ کون ہے تو..!"

"ختم کرو.....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "لیکن تم میرے بارے میں کسی کو بھی نہیں بتاؤ گے اور اب جاؤ.... اور اپنا گھوڑا اور سفری تھیلا لے کر یہاں آجاؤ... جتنی بھی جلدی ممکن ہو۔!"

وہ دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔

"حیرت انگیز...!" عسکر حیرت سے بڑبڑایا۔

"لڑکا فطرتاً بُرا نہیں.... کس خیرہ سر کی نقالی کر رہا ہے... مناسب تربیت مل جائے تو کام کا آدمی بن جائے گا۔!"

"لیکن تم اسے کہاں لے جارہے ہو....؟"

"جہاں یہ پڑا ملا تھا....!" عمران نے جیب سے ٹرانس میٹر نکالتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ اتنا ہی اہم ہے....؟"

"ہاں....! شکرال کے کسی ویران مقام پر اس کا پایا جانا اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے۔!"

"یعنی پھر کوئی فرنگی سازش....!"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔!"

"کیا میں بھی ساتھ چلوں.... مگر جانا کہاں ہے....؟"

"چشمہ گوگرو تک.... وہیں کہیں یہ پڑا ملا تھا.... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ خصوصیت سے شارق کے لئے ہی وہاں چھوڑا گیا ہو۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"یہ پیغام رسانی کا آلہ ہے.... اس کے توسط سے ہماری آوازیں کہیں دور بھی سنی جارہی ہوں گی۔!"

"اس وقت بھی....؟"

"نہیں.... اس سے میں نے برقی حصہ نکال لیا ہے، جو اسے کار آمد بناتا ہے.... ویسے مجھے یقین ہے کہ ان گیارہ حجرہ نشینوں کے بارے میں ہونے والی چہ میگوئیاں کسی حد تک ضرور پہنچی

ہوں گی اور شاید یہ اسی لئے وہاں ڈالا گیا تھا کہ وہ باخبر رہیں۔!"

"یعنی.... شارق کے توسط سے۔!"

"ہاں آں.... شارق اُسی پُراسرار عورت کی تلاش میں گلمرگ گیا تھا۔!"

"تب تو ممکن ہے....!" عسکر طویل سانس لے کر بولا۔



نکولس کو یقین نہیں تھا کہ اُسے وہاں سے واپس بلا لیا جائے گا جیسا کہ لیزا گورڈو نے اُسے بتایا تھا۔ اس کی تصدیق کرنے والا وہاں اور کوئی نہیں تھا کیونکہ کوڈ سے صرف وہی واقف تھی۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ بیکار نہیں بیٹھا تھا.... بلکہ وہ ساری احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی کوشش کی تھی جو اس کی جان بچانے کے سلسلے میں ممد و معاون ثابت ہو سکتیں.... پھر اچانک وہ چونکا تھا ایک نئے خیال نے اس کے ذہن میں سر ابھارا۔ کہیں اسے بھی جانور نہ بنا دیا جائے.... اسے ان طریقوں کا علم تھا جو اس سلسلے میں بروئے کار لائے جاتے تھے.... تو پھر....؟ ہزار سوالیہ نشان اس کے ذہن میں چکر لگانے لگا۔ یہاں سے بھاگ نکلنا تو قطعی ناممکن تھا.... کس میں جرأت تھی جو ان خطرناک ڈھلانوں کی طرف رُخ بھی کر سکتا.... یہاں سے نکلنے کا واحد ذریعہ وہی ہیلی کوپٹر تھا جو ہر تیسرے دن ان کے لئے رسد لایا کرتا تھا.... لیکن اس پر قبضہ کر لینا آسان کام نہیں تھا۔ وہ سوچتا اور الجھتا رہا۔

دفعتاً انٹر کوم سے آواز آئی! "کیا تم اپنے کمرے میں ہو نکولس۔!"

آواز لیزا ہی کی تھی اور اس میں ناگواری کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"ہاں لیزا....! میں کمرے میں ہی ہوں....!"

"لیبارٹری میں پہنچ جاؤ....!"

"لیکن میں.... میں تو سونے کی تیاری کر رہا تھا۔!"

"پھر بھی تمہاری ضرورت ہے....!"

"تعجب ہے.... میں تو سبکدوش کر دیا گیا ہوں۔!"

"سبکدوش نہیں بلکہ معطل کئے گئے ہو.... ہیڈ کوارٹر پہنچ کر تمہیں اپنے رویئے کی وضاحت کرنی پڑے گی۔!"

"لیکن تم نے تو سبکدوشی کا حکم سنایا تھا۔!"

"ہو سکتا ہے.... غلطی سے ایسا ہوا ہو.... سبکدوشی کے بعد فرم کے توسط سے تمہاری واپسی کوئی منطقی جواز نہیں رکھتی۔ بہر حال تم صرف معطل کئے گئے ہو۔!"

"لیکن لیبارٹری میں میرا کیا کام ہو سکتا ہے۔ میں لاسلکی کے شعبے سے تعلق رکھتا ہوں۔!"

"تم الیکٹریشن بھی ہو۔!" لیزا کی آواز آئی.... یہاں ایک مشین کے برقی نظام میں خلل پڑ رہا ہے.... آکر اسے دیکھ لو....!"

"خیر آجاؤں گا.... لیکن بیس منٹ سے پہلے پہنچنا مشکل ہے۔!"

"یہی سہی.... اوور....!"

انٹر کوم خاموش تھا لیکن وہ اُسے پر تشویش نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔ آج یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس سے پہلے بھی کئی بار وہ تجربہ گاہ کے برقی نظام کی دیکھ بھال کر چکا تھا۔ پھر بھی اس کی چھٹی حس اس وقت کہہ رہی تھی کہ تجربہ گاہ میں قدم رکھنا کسی نہ کسی حادثے ہی کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ پھر اسے کیا کرنا چاہئے۔ وہ سوچتا رہا لیکن کوئی فیصلہ نہ کر سکا.... یہاں تو کوئی ایسی جگہ بھی نہیں تھی جہاں چھپ کر ہی کچھ دن نکال دیئے جاتے۔!

لیزا گوردو سمیت اس عمارت میں تیس افراد مقیم تھے۔ لیزا انچارج تھی اور ہیڈ کوارٹر سے ملنے والی ہدایات کے مطابق یہاں کے کام چلاتی تھی۔ اب نکولس کو اپنی جذباتیت پر غصہ آنے لگا تھا۔ آخر بکواس کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اُس کے احتجاج کا نتیجہ بھی کیا نکلتا۔ ان حرکات کے ذمہ دار اس کی رائے کے محتاج تو نہیں ہو سکتے.... اور پھر وہ خود کیا تھا....؟ کوئی اچھا آدمی ہوتا تو ان کے ہتھے ہی کیوں چڑھتا.... شراب کے نشے میں ایک بڑے جرم کا مرتکب ہو کر اپنے شہر سے بھاگ نکلا تھا۔ پھر ان لوگوں سے ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اُسے ملازمت دے کر ملک سے باہر ہی نکال دیا تھا۔ لیکن اُسے کام کی نوعیت نہیں معلوم تھی۔ بہر حال اس وقت تو اس نے اطمینان کی سانس لی تھی۔

سزا سے بچ گیا تھا.... تو اب شاید اسی جرم کے سلسلے میں آسمانی عدالت سے کوئی فیصلہ صادر ہو گیا ہے... اس نے سوچا، بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ لہٰذا حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئے۔

وہ کمرے سے نکلا اور تجربہ گاہ کی طرف چل پڑا.... ساتھ ہی یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اس کے

اندیشے محض واہمہ بھی ہو سکتے ہیں۔

تجربہ گاہ میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سرینا پر پڑی ... بیس بائیس سال عمر رہی ہوگی۔ دلکش لڑکی تھی اور لیبارٹری اسسٹنٹ کی حیثیت سے وہاں کام کرتی تھی ... نکولس سے کسی حد تک بے تکلف بھی تھی وہ اُسے دیکھ کر تیزی سے آگے بڑھی۔

"کیا تم سے خود ہی حماقت سرزد ہوئی ہے .. !" وہ آہستہ سے بولی۔

"کیسی حماقت ....؟" وہ چونک پڑا۔

"کسی تجربے کے لئے خود کو پیش کرنے کی۔!"

"نہیں .... مجھے اس لئے طلب کیا گیا ہے کہ کسی مشین کا برقی نظام خراب ہو گیا ہے ... میں اُسے درست کر دوں۔!"

سرینا نے چاروں طرف دیکھا تھا .... آس پاس کوئی تیسرا موجود نہیں تھا۔

"بھاگو ....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا .... بھاگ کر کہاں جاؤں گا۔!"

"جلدی کرو ....!" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔ "فی الحال جنریٹر والے تہہ خانے میں چلے جاؤ .... لفٹ جیسے ہی پانچویں پوائنٹ پر پہنچے اُسے روک دینا .... دروازہ سرنگ میں کھلے گا .... سرنگ میں اتر جانا .... اور لفٹ کو پھر اوپر بھیج دینا۔!"

"درمیان میں کبھی نہیں رکا ....!"

"میں جانتی ہوں .... پوائنٹ نمبر پانچ پر سرنگ کا دہانہ ہے جو استعمال میں نہیں رہتی .... جلدی کرو .... تھوڑی دیر بعد میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گی۔!"

وہ تیزی سے مڑ گیا .... اُسے علم نہیں تھا کہ وہاں کوئی سرنگ بھی ہے ... اور پانچویں پوائنٹ کا مطلب یہ تھا کہ وہ جنریٹر والے تہہ خانے کے اوپر واقع ہوگی .... تہہ خانہ گیارہویں آخری پوائنٹ پر تھا .... لفٹ میں پہنچ کر اس نے پانچویں پوائنٹ کا بٹن دبایا .... اور لفٹ حرکت میں آگئی .... پانچویں پوائنٹ پر وہ رکی تھی اور دروازہ کھل گیا تھا۔ وہ لفٹ سے باہر آگیا یہاں گہری تاریکی تھی .... اس نے سگریٹ لائٹر کی روشنی میں سوئچ بورڈ تلاش کر کے پہلے پوائنٹ کا بٹن دبایا اور لفٹ اوپر کی طرف سرکتی چلی گئی۔

اس کی سانس تیزی سے چل رہی تھی اور دل شدت سے دھڑک رہا تھا۔ سگریٹ لائٹر بجھا کر وہ اسی جگہ ٹھٹھک گیا.... وہاں تاریکی ضرور تھی لیکن دل بدستور اسی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔ آخر بھاگ کر کہاں جائے گا۔ یہ کتیالیزا.... اُس کا بس چلتا تو اُسے ٹھکانے ہی لگا دیتا.... اس نے اُسے ہیڈ کوارٹر کے اصل جواب سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ اس طرح کے کام کرنے والے مخالفت کرنے والوں کو چپ چاپ ٹھکانے لگا دینے ہی میں بہتری سمجھتے ہیں۔!"

اس نے دوبارہ سگریٹ لائٹر روشن کیا اور آس پاس نظر دوڑانے لگا.... یہ سرنگ تین فٹ چوڑی اور چھ فٹ اونچی تھی.... اس نے سگریٹ لائٹر بجھا دیا۔ اگر ساری گیس ختم ہو گئی تو اس سے بھی جائے گا۔ اس نے سوچا.... ریڈیم ڈائیل والی گھڑی میں سیکنڈ کی سوئی پر نظر جمائے کھڑا رہا۔ فی الحال اس کے ذہن میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ سرینا وہاں پہنچ کر اسے بچاؤ کی کون سی راہ دکھاتی ہے۔

پھر آدھا گھنٹہ بھی گزر گیا.... لیکن سرینا نہ آئی.... مزید دس منٹ گزار کر وہ دیوار سے لگا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا.... ذرا ہی دور چلا ہو گا کہ بایاں ہاتھ سطح دیوار سے کسی خلاء میں جا پڑا.... وہ رک گیا.... اور سگریٹ لائٹر روشن کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا بایاں ہاتھ دیوار میں تراشے ہوئے ایک طاقچے میں جا پڑا تھا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کی باچھیں کھل گئیں.... طاقچے میں ایک بڑی سی ٹارچ رکھی نظر آئی تھی۔ اس نے اُسے ٹسٹ کیا.... ٹارچ کے اندر بیٹری موجود تھی۔

سرنگ کی تاریکی نے ذہن پر جو دباؤ ڈال رکھا تھا اس سے نجات مل جانے پر وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھتا رہا.... اب اسے اس کی پرواہ نہیں تھی کہ سرینا وہاں پہنچتی ہے یا نہیں پہنچتی۔!"

کچھ دور اور چلا ہو گا کہ عقب سے اس پر ٹارچ کی روشنی پڑی اور وہ اچھل کر بائیں جانب والی دیوار سے جالگا۔

"ٹھہرو....! نکولس میں ہوں....!" سرینا کی آواز آئی تھی۔

وہ رک گیا.... سرینا قریب پہنچ کر بولی۔ "تم کہاں چلے جا رہے تھے.... کیا تمہیں اس جگہ کا علم تھا۔!"

"نہیں.... لیکن میں دیکھنا چاہتا تھا۔!"

"مجھے کسی قدر دیر ہو گئی....!"

"ادھر کیا ہے....؟"

"میں نہیں جانتی....زیادہ دور تک نہیں گئی۔!"

"یہاں مجھے ٹارچ بھی ملی ہے....اس کا یہی مطلب ہوا کہ ان میں سے کوئی ادھر بھی آتا رہتا ہے۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم وہ ٹارچ وہیں رکھ دو، جہاں سے اٹھائی ہے....ورنہ ہو سکتا ہے کہ اسے وہاں نہ پا کر....!"

"ختم کرو....!" وہ بیزاری سے بولا۔ "ہم یہی نہیں جانتے کہ یہ سرنگ کہاں لے جائے گی۔ اس لئے کوئی فرق نہیں پڑتا....لیکن تم میرے ساتھ کہاں جاؤ گی۔ ہو سکتا ہے کہ لیبارٹری میں تمہاری عدم موجودگی سے وہ ہوشیار ہو جائیں....!"

"اس وقت میں ڈیوٹی پر نہیں ہوں....!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا کہ مجھ پر کوئی تجربہ کیا جانے والا ہے۔!"

"میں نے گوردو کو کسی سے باتیں کرتے سنا تھا۔!"

"یہ سب کچھ اچانک ہی ہوا ہے۔!"

"کیا بات تھی....؟"

وہ اسے گوردو سے اپنی جھڑپ کے بارے میں بتانے لگا۔

"میں کہتی ہوں ان بیچارے غیر مہذب اور لاعلم آدمیوں کا بھی کیا قصور ہے۔!" سرینا کپکپائی ہوئی آواز میں بولی۔

"میرے احتجاج پر اس نے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا اور میری معطلی کا حکم جاری کرا دیا۔!"

"ابھی تک تو یہاں سے کوئی واپس نہیں بلوایا گیا....!" سرینا نے کہا۔

"گوردو جھوٹی ہے....مجھے دھوکے میں رکھ کر کام کرنا چاہتی ہے....اور وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ میں بھی بڑے بالوں والے ایک جانور میں تبدیل ہو جاؤں۔!"

"کاش یہ سرنگ ہمیں کھلے آسمان کے نیچے پہنچا سکے....!" سرینا بولی۔

"تو کیا تم بھی فرار ہونا چاہتی ہو....!"

"عرصہ سے خواہش ہے لیکن تنہا تو میرے بس کی بات نہیں تھی۔!"

"اوہو.... تو تم کسی ساتھی کی منتظر تھیں۔!"

"یقیناً....!"

"تب تو بڑی اچھی بات ہے....!"

"آخر ان حرکتوں کا مقصد کیا ہے....!" سرینا نے پوچھا۔

"یہی سوال میں نے بھی کیا تھا.... لیکن اب سوچ رہا ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔!"

"یہ بُری بات ہے کہ تم ایک دلیرانہ فیصلہ کرنے کے بعد پچھتا رہے ہو۔!"

"پچھتا نہیں رہا.... بلکہ اپنی نادانی کا اعتراف کر رہا ہوں.... یہ سوال اٹھانے سے پہلے مجھے بچاؤ کی صورت پیدا کرنی چاہئے تھی۔!"

"ہاں.... یہ بات تو ہے....!"

"اب تک یہاں کے تیرہ آدمیوں کو جانور بنایا جاچکا ہے.... اگر یہ قصہ محض تجربے کی حد تک تھا تو دو چار سے بھی کام چل سکتا تھا۔!" نکولس بولا۔

"لیکن میرے لئے یہ بالکل نئی اطلاع ہے کہ جنگل میں دو عدد سفید فام عورتیں بھی جانور بنا کر چھوڑ دی گئی ہیں.... ویسے یہاں جتنی لڑکیاں تھیں بدستور موجود ہیں۔!"

"شاید وہ اور کہیں سے لائی گئی ہیں.... شکرالی عورتوں کا حصول ناممکن تھا۔ اس لئے ان درندوں نے اپنوں ہی پر ہاتھ صاف کر دیا۔!"

سرینا کچھ نہ بولی.... پھر وہ خاموشی سے چلتے رہے تھے.... نکولس آگے تھا اور سرینا پیچھے .... نکولس ہی نے ٹارچ روشن کر رکھی تھی.... اچانک وہ رک گیا.... آگے راستہ نہیں تھا۔ سرنگ کے اختتام پر ٹارچ کی روشنی کا دائرہ جم گیا۔

"کیا فائدہ اس سرنگ سے....!" وہ جھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

"سرنگ ختم نہیں ہوئی....!" سرینا بولی "لیکن اس سے آگے جانے کی میری ہمت کبھی نہیں پڑی.... تین بار میں یہیں سے واپس ہو گئی ہوں۔!"

"مگر آگے راستہ کہاں ہے۔!"

"بالکل سرے پر پہنچ کر بائیں جانب....!" سرینا نے کہا۔

نکولس آگے بڑھا اور پھر بائیں جانب مڑ گیا.... سرینا جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہی۔

"اوہو.... یہ ادھر تو ایک بڑا کمرہ سا نظر آ رہا ہے....!" نکولس بولا۔

دروازہ سرنگ کی دیوار ہی میں اس طرح تراشا گیا تھا کہ تھوڑے فاصلے سے بھی نظر نہیں آتا تھا۔ نکولس دروازے ہی کے قریب کھڑا تھا.... سرینا بھی قریب جا پہنچی۔

"تم پہلے کچھ دور جا کر دیکھ لو.... پھر میں آؤں گی.... پتا نہیں کیوں اس جگہ پہنچ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔!" سرینا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"اچھی بات ہے.... میں دیکھے لیتا ہوں۔!"

نکولس دروازے سے گزر گیا.... اس نے چاروں طرف ٹارچ کی روشنی ڈالی تھی اور پھر سرینا کی طرف مڑنے ہی والا تھا کہ پشت پر تیز قسم کی سرسراہٹ سنی.... بالکل ایسے ہی معلوم ہوا تھا جیسے کوئی بڑی چیز اپنی جگہ سے سرک گئی ہو۔

"سرینا....!" وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔

داخلے کا دروازہ دیوار بن چکا تھا.... چاروں طرف پتھریلی دیواریں تھیں۔

"سرینا....!" وہ پھر چیخا.... اور جھپٹ کر اس جگہ پہنچا جہاں دروازہ تھا لیکن شاید اب اس کی آواز سرینا تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ٹارچ کو فرش پر پھینک وہ دونوں ہاتھوں سے اس طرح دیوار پیٹنے لگا جیسے اس کا یہ فعل وہاں پھر خلا پیدا کر دے گا۔

ٹھیک اسی وقت لیزا گوردو کا قہقہہ کمرے کی محدود فضا میں گونجا تھا۔

"احمق آدمی....!" وہ کہہ رہی تھی۔ "بھلا وہ انچارج ہی کیا جو ماتحتوں کے دلوں کا حال ان کی آنکھوں میں نہ پڑھ سکے۔ تمہیں بھی جانور بنانا ہے.... بن کر رہو گے اور پھر سرینا کے علاوہ کسی اور کو یہ معلوم نہ ہونے دیا جائے گا کہ تم جانور بنا دیئے گئے ہو۔!"

"کتیا میں تجھے مار ڈالوں گا.... ہمت ہے تو سامنے آ.... نکولس دہاڑا۔

"میں مرد نہیں ہوں کہ مردانگی دکھاؤں گی!" لیزا کی آواز آئی.. ساتھ ہی وہ ہنسی بھی تھی۔

نکولس کا دم گھٹ رہا تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے کچھ دیر بعد دل کی دھڑکن ہی بند ہو جائے گی۔

"سرینا....!" وہ گھٹی گھٹی سی آواز میں چیخا۔

"مجھے پکارو....!" لیزا کی آواز آئی۔ "سرینا کا کام یہیں تک تھا۔!"

"میں واپس جاؤں گا۔!"

"شکر کرو کہ جانور بن کر سہی زندہ تو رہو گے.... ورنہ یہاں پالیسیوں کی مخالفت کرنے کی سزا موت ہے۔!"

"نہیں.... نہیں.... نہیں....!" وہ دیوانہ وار چیخا.... چیختا رہا.... چیختا رہا.... پھر بے سدھ ہو کر فرش پر گر گیا۔



عمران اب کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔ جہاں تک اسے علم تھا شکرال کے تیرہ باشندے جانوروں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ ہو سکتا ہے اس حرکت کے مرتکب لوگوں نے ان کا حساب بھی رکھا ہو۔ لہٰذا یہ کسی طرح مناسب نہ ہوگا کہ ان سبھوں کو وادی زلمیر میں پہنچا دیا جائے۔ اس طرح خود اس کے لئے دشواریاں پیدا ہو سکتی تھیں.... اسے بہر حال انہی کے ساتھ رہنا تھا لیکن کسی چودھویں جانور کی موجودگی انہیں ہوشیار کر سکتی تھی۔

بہر حال اس نے یہی مناسب سمجھا کہ ابھی ان گیارہ رحبانیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ تیرہ سے کم جانوروں کی موجودگی ان لوگوں کے لئے خطرے کا سگنل نہ بن سکے گی۔ وہ یہی سوچیں گے کہ دو ایک ہی اپنے حجروں سے نکل بھاگے ہوں گے۔

عمران اپنی کھال کے ساتھ ہی وہ کھال بھی لیتا آیا تھا جسے شہباز جانور بننے سے قبل استعمال کرتا تھا۔ اس نے سوچا کیوں نہ صرف شارق ہی کو رہ نمائی کے لئے ساتھ لے کر نکل کھڑا ہو.... یوں بھی اسے چشمہ گوگرو تک لے جانا ہی تھا۔

لیکن اب دشواری یہ آپڑی تھی کہ اچانک شارق نے پھر ٹیڑھا پن اختیار کر لیا تھا.... مسلسل کہے جا رہا تھا کہ جب تک وہ اپنے باپ کے راز سے آگاہ نہ ہو جائے گا اُسے چشمہ گوگرو تک ہرگز نہ لے جائے گا۔

"میں تمہیں بتا سکتا ہوں....!" عمران نے کہا۔ "لیکن راز داری شرط ہو گی.... تم کسی سے اس کا ذکر نہیں کرو گے۔!"

"میں تم سے بد عہدی نہیں کروں گا.... مجھے بتا دو....!"

"سردار شہداد اور اس کے دس لڑاکے بظاہر آدمی نہیں رہے۔!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"ان کے جسموں پر ایک ایک بالشت لمبے بال اگ آئے ہیں اور وہ بن مانس معلوم ہونے لگے ہیں۔!"

شارق بے اعتباری سے ہنسا تھا۔

"کیا تم مجھے جھوٹا سمجھتے ہو۔!"

"میں آنکھوں سے دیکھے بغیر یقین نہیں کر سکتا۔!"

"مجھے یقین ہے کہ اگر کسی نے بھی انہیں دیکھنے کی کوشش کی تو وہ فائرنگ شروع کر دیں گے۔!"

"پھر بھی ہمیں کوشش تو کرنی ہی چاہئے۔!"

"جاؤ....اپنے گھر ہی میں کوشش کر کے دیکھ لو....!"

"میں دروازہ توڑ دوں گا....بہن کی بھی پرواہ نہ کروں گا۔!"

"شکرال کے نہ جانے کتنے خیرہ سر اپنے سینے چھلنی کرا چکے ہیں یا کچھ کر گذرتے ہیں یا دنیا ہی سے گذر جاتے ہیں۔!"

"لیکن تمہاری اس حرکت سے کھیل بگڑ جائے گا....لوگ واقف ہو جائیں گے اور ان میں ہراس پھیلے گا۔!"

"پھر میں کیا کروں....؟"

"رات ہونے دو....!کوئی تدبیر کی جائے گی۔" عمران طویل سانس لے کر بولا وہ اس قصے کو بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔

"اچھی بات ہے...اس کھلونے کے بارے میں بتاؤ...اُسے کیوں اتنی اہمیت دے رہے ہو۔!"

"وہ خصوصیت سے تمہارے ہی لئے وہاں ڈالا گیا ہوگا....جہاں تمہیں پڑا ملا تھا۔!"

"آخر کیوں....؟"

"تاکہ تمہاری آواز ان لوگوں تک پہنچتی رہے جنہوں نے اسے وہاں ڈالا تھا۔!"

"تمہاری باتیں آسانی سے سمجھ میں نہیں آتیں صف شکن....!"

"یہ فرنگیوں کا آلہ پیغام رسانی ہے....اسے اپنے پاس رکھ کر تم جس طرح کی بھی گفتگو کرتے ہو وہ اس کے اصل مالک تک پہنچتی رہتی ہے۔!"

"یقین نہیں آتا....!"

"اس کے باوجود بھی کہ تم اس کے توسط سے کسی گھوڑے کی ہنہناہٹ سنتے رہے ہو۔!"

شارق خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا تھا۔

"لیکن آخر کوئی میری گفتگو کیوں سننا چاہتا ہے۔!"

"کیونکہ تمہارے گھر میں بھی ایک حجرہ نشین موجود ہے۔!"

"صاف صاف باتیں کرو....!" شارق جھنجھلا کر بولا۔

"جن لوگوں نے ان گیارہ رحبانیوں کو اس حال کو پہنچایا ہے وہ ان کے بارے میں باخبر رہنا چاہتے ہیں.... تمہاری بستی میں قدم رکھے بغیر وہ اسی آلے کی مدد سے اپنا یہ کام نکالنا چاہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ زیارت گاہ میں شہداد کی نمائندگی کرنے والی عورت انہی لوگوں میں سے تھی اور میرا خیال ہے کہ ان میں سے صرف وہی شکرالی بول اور سمجھ سکتی ہے.... لہجوں پر بھی قادر ہے.... ورنہ گلترنگ ہی میں پکڑلی جاتی.... صرف سردار شہباز کو اس پر شبہ ہوا تھا.... بڑے عابد تو آگئے تھے اس کے چکر میں۔!"

"اب تمہاری بات سمجھ میں آرہی ہے.... بیشک وہ ہماری بستی میں دوبارہ قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکے گی۔!"

"لیکن وہ حجرہ نشینوں کو باہر نکالنا چاہتی ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... ورنہ گلترنگ جاکر بڑے عابد کو اُن کے احوال سے کیوں واقف کرتی۔!" شارق سر ہلا کر بولا۔

"لہٰذا مجھ پر اعتماد کرو....اور حجرہ نشینوں کو چھیڑنے کی کوشش نہ کرو....!"

"تم کہتے ہو تو مانے لیتا ہوں۔!"

"بس تو اب ہمیں چشمہ گوگرو کی طرف روانہ ہوجانا چاہئے۔!" عمران نے کہا اس طرح رحبان سے ان کی روانگی ہو سکی تھی۔ لیکن چشمہ گوگرو تک پہنچنے سے قبل تیز ہواؤں اور بارش نے انہیں آلیا....اور انہیں ایک غار میں پناہ لینی پڑی۔

"چشمہ گوگرو وادی زلمیر میں تو نہیں ہے....؟" عمران نے شارق سے پوچھا۔

"نہیں....ایک چٹانی سلسلہ دونوں کے درمیان حائل ہے۔!"

"اب دیکھو.....! یہ بارش کب تھمتی ہے۔!"

"سفید بادلوں والی بارش کا کچھ ٹھیک پتا نہیں ہوتا۔!"

"وضاحت کرو.....!"

"پل بھر میں بھی نکل جاتی ہے اور کئی گھنٹوں تک بھی جاری رہ سکتی ہے۔!"

"لیکن یہ تو طوفان معلوم ہوتا ہے۔!"

شارق کچھ نہ بولا۔

"میرا خیال ہے کہ سردی بھی بڑھ گئی ہے.....!" عمران نے کہا۔

"ایسی بارشوں کے بعد ٹھنڈک میں اضافہ ہوجاتا ہے.... شائد ہمیں رات اسی غار میں گذارنی پڑے.... بارش جلد تھمتی نظر نہیں آتی۔!"

پھر بڑی دیر تک دونوں خاموش بیٹھے رہے تھے.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دونوں کے پاس گفتگو کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہا ہو.... بارش بدستور جاری تھی۔

"اپنا کوئی کارنامہ سناؤ صف شکن.....!" دفعتاً شارق بولا۔

" کارنامہ! میں معمولی افعال اور کارنامے میں فرق نہیں کرسکتا۔!" عمران نے کہا۔ "یا پھر ابھی تک کوئی کارنامہ انجام ہی نہ دے سکا ہوں گا۔!"

"تمہارا سب سے بڑا بچہ کس عمر کا ہے.....؟"

"بس میری ہی عمر کا سمجھ لو.....!"

"کیا مقلاتی اپنے بچوں کی عمریں نہیں بتاتے۔!"

"اے میرے دوست کے بچے.... ابھی میرا باپ۔ خود مجھے ہی بچہ سمجھتا ہے.... اس۔ شادی ہی نہیں ہوئی ابھی تک۔!"

"میں سمجھ گیا.....!"

"کیا سمجھ گئے.....؟"

"بے شمار عورتیں مرتی ہوں گی تم پر.... اس لئے کسی ایک کے پابند نہیں ہونا چاہتے۔!"

"عورتوں کی باتیں نہ کرو، مجھے غصہ آنے لگتا ہے۔!"

"کیوں.... کیوں....؟"

"پتہ نہیں کیوں....!"

"کسی عورت نے دھوکہ دیا ہوگا۔!"

"او شارق اب ختم کرو یہ بات....!"

"پھر وقت کیسے گذرے گا۔!"

"عورت کے بغیر نہیں گذر سکتا کیا۔!"

"گذرتا تو ہے لیکن اچھا نہیں.... میں تو ہر وقت انہی کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں۔!"

"خود بھی عورت ہی ہو جاؤ گے کسی دن....!"

"ایسی بد دعا نہ دو....!"

"کیوں.... جب تم عورت ہی کے خیال میں ڈوبے رہتے ہو تو عورت ہی ہو جانے میں کیا مضائقہ ہے۔!"

"تب پھر مجھے کسی مرد سے شادی کرنی پڑے گی...! اور وہ مرد صف شکن کے علاوہ اور کوئی نہ ہوگا۔!"

"مار کھائے گا کیا شارق کے بچے....!" عمران مکا تان کر بولا۔

"یقین کرو.... اگر میں عورت ہوتا تو سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی۔!"

"میرا خیال ہے بارش کا زور ٹوٹ رہا ہے۔!"

"اب سفر جاری رکھنے کو دل نہیں چاہ رہا.... کئی نالوں میں پانی کا بہاؤ اتنا تیز ہوگا کہ گھوڑے قدم نہ جما سکیں گے.... رات یہیں گذارو تو بہتر ہوگا۔!"

وہ رات انہیں غار ہی میں بسر کرنی پڑی.... دوسری صبح مطلع صاف تھا اور فضا نکھر گئی تھی.... لیکن سردی میں اضافہ ہو گیا تھا۔

سفر بھی شروع ہو گیا.... چشمہ گوگرو ابھی دور تھا۔

"چشمہ گوگرو کے قریب سے کوئی راستہ وادی زلمیر کی طرف بھی گیا ہے۔!" عمران نے شارق سے پوچھا۔

"نہیں... دونوں کے درمیان جو چٹانی سلسلہ ہے اسے ابھی تک کسی نے بھی پار نہیں کیا۔!"

گھوڑے تیزی سے راستہ طے کر رہے تھے.... ان اطراف میں زیادہ تر خشک پہاڑ تھے، جن

کی چوٹیوں پر کہیں کہیں برف بھی دکھائی دیتی تھی۔

پچھلے دن کی بارش کا پانی ابھی تک نالوں میں بہہ رہا تھا لیکن اس کی تیز روی باقی نہیں رہی تھی۔ وہ ایسے ہی کئی نالے بہ آسانی پار کر گئے تھے۔

دوپہر ہوتے ہوتے وہ چشمہ گوگرو تک جا پہنچے... فضا گندھک کی بو سے رچی بسی ہوئی تھی۔

"کیوں نہ ہم غسل کر لیں....!" شارق بولا۔

"اتنی ٹھنڈک میں....!" عمران نے جھر جھری لے کر کہا۔

"پانی گرم ہوتا ہے.... ساری تھکن دور ہو جائے گی.... پھر میں تمہیں اس جگہ لے چلوں گا جہاں میں نے وہ آلہ پڑا پایا تھا۔!"

"اچھی بات ہے....!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "مجھے کوئی ایسا راستہ بھی تو تلاش کرنا ہے جس سے وادی زلمیر میں داخلہ ممکن ہو۔!"

"سب کچھ بعد میں دیکھیں گے....!"

پانی گرم تھا.... سچ مچ نہا لینے کے بعد عمران کو یہی محسوس ہوا تھا جیسے فوری طور پر ساری تھکن دور ہو گئی ہو۔

"لیکن یہ گندھک کی بو....!" وہ ناک سکوڑ کر بولا۔

"عرصے تک بیماریوں سے محفوظ رکھے گی....!" شارق نے کہا۔

پھر وہ اُسے ادھر لے چلا تھا جہاں ٹرانس میٹر پڑا ملا تھا.... یہاں ایک گھنا اور تناور درخت دکھائی دیا.... ان اطراف میں عمران نے ایسا کوئی دوسرا درخت نہیں دیکھا تھا۔

"یہاں.... ٹھیک اس جگہ....!" اس نے درخت کی ایک دوشاخی جڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو زمین کی سطح سے ابھر آئی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ ادھر سے گذرنے والے یہاں ضرور ٹھہرتے ہوں گے۔!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"تمہارا خیال درست ہے.... وسطی شکرال سے رحبان کی جانب آنے والے گلتر تک گذر کر یہیں قیام کرتے ہیں۔!"

"یہ چیز میرے خیال کو تقویت پہنچاتی ہے۔!"

"کس خیال کو.....!"

"یہی کہ وہ صرف تمہارے ہی لئے یہاں رکھا گیا تھا۔!"

شارق کچھ نہ بولا۔

عمران پھر اس چٹانی سلسلے کی طرف متوجہ ہو گیا.... جو اُن کے اور وادی زلمیر کے درمیان حائل تھا۔!

"واقعی.... یہ چٹانیں بالکل سیدھی کھڑی ہیں۔!" وہ کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔

"نہ ہوتیں تو کیا ہوتا....؟" شارق نے پوچھا۔

"ہم ادھر سے وادی زلمیر میں داخل ہو جاتے۔!"

"وہاں کیا ہے....؟"

"جو کچھ بھی ہے وہیں ہے.... وہیں آدمی جانور بنادیئے جاتے ہیں.... اس وقت بھی وادی میں چار ایسے جانور موجود ہیں۔!"

"آہا.... تب تو میں ضرور چلوں گا.... انہیں دیکھوں تو....!"

"اور اگر تم بھی بنادیئے گئے تو....!" عمران بولا۔

"تب تو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ آخر بنائے کس طرح جاتے ہیں۔!"

"تم یہ خطرہ مول لے سکو گے....؟"

"کیوں نہیں۔!"

"میں نے اس کی بھی تدبیر کر رکھی ہے کہ وہ ہمیں جانور نہ بنا سکیں۔!"

"تب تو پھر مجھے وہاں ضرور لے چلو صف شکن....!"

"اچھا تو پھر ہم وہ راستہ تلاش کریں جس سے گذر کر وہ وادی زلمیر سے ادھر آجاتے ہیں۔!"

"تمہارا مطلب ہے کہ ان چٹانوں میں کہیں نہ کہیں کوئی ایسی دراڑ موجود ہے جس سے گذر کر وہ ادھر آجاتے ہیں۔!"

"میرا یہی خیال ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اچھا پھر تلاش شروع کردیں....!" شارق نے کہا۔ "تم مغرب کی طرف جاؤ میں مشرق کی طرف جاتا ہوں۔!"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں۔!"

"کیوں....؟"

"بس یونہی.... ہم دونوں ساتھ ہی رہ کر یہ کام انجام دیں گے خواہ کتنا ہی وقت کیوں نہ صرف ہو۔!"

"جیسا تم کہو....!"

"لیکن کام شروع کرنے سے پہلے میں ان لوگوں کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ رحبانی حجرہ نشینوں میں سے دو آدمی غائب ہو گئے ہیں۔!"

"کوئی بھی غائب نہیں ہوا.... وہ سب موجود ہیں....!" شارق جلدی سے بولا"لیکن اطلاع کیسے پہنچاؤ گے۔!"

"اسی آلے کے ذریعے....!"

"وہ سب کچھ سن رہے ہوں گے جیسا کہ تم نے کہا تھا۔!"

"نہیں.... میں نے فی الحال اسے بیکار کر دیا ہے.... ایک پرزہ نکال کر۔ جیسے ہی وہ پرزہ اس میں فٹ کروں گا وہ دوبارہ کام کرنے لگے گا۔!"

"لیکن تم یہ اطلاع کیوں دینا چاہتے ہو۔!"

"اس لئے کہ انہوں نے ابھی تک شکرال کے تیرہ آدمیوں کو جانور بنایا ہے۔!"

"دو کون ہیں....؟" شارق چونک کر بولا۔

"وسطی شکرال کے دو افراد جنہیں میں نے ان کے حجروں سے نکال کر وادی زلمیر میں پہنچا دیا ہے۔ اور اب ہم دونوں اپنے طور پر جانور بن کر وادی زلمیر میں داخل ہوں گے۔ لہٰذا انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دو رحبانی بھی وادی زلمیر میں آگئے ہیں۔!"

"آخر اس سے کیا فائدہ....؟"

"اس طرح وہ لوگ شبہے میں مبتلا ہو کر ہوشیار نہ ہو سکیں گے اور ہم ان پر قابو پانے کی کوشش کریں گے۔!"

"تو کیا تم ان لوگوں کے ٹھکانے سے واقف ہو....؟"

"بہت جلد واقف ہو جاؤں گا۔!"

"اچھا تو پھر انہیں اطلاع پہنچاؤ۔!"

"ابھی نہیں پہلے راستے تلاش کریں گے۔۔۔ ہو سکتا ہے وہی راستہ مجھے ان لوگوں تک بھی پہنچادے۔!"

شارق خاموش ہو گیا۔۔۔ ان کا رخ مشرق کی جانب تھا اور وہ ادھر ہی چل پڑے۔۔۔۔ پھر عمران رک کر بولا۔ "ٹھہرو۔۔۔۔ پہلے میں اس درخت پر چڑھ کر آس پاس نظر دوڑا لوں۔!"

"اچھی بات ہے۔۔۔۔!" شارق نے کہا۔

عمران درخت پر چڑھا تھا۔۔۔۔ اور کاندھے سے لٹکے ہوئے تھیلے سے دوربین نکالی تھی۔

قریباً تین چار منٹ تک گرد و پیش کا جائزہ لیتا رہا تھا۔۔۔۔ لیکن دور دور تک کوئی نہ دکھائی دیا۔

نیچے اتر کر اس نے شارق سے کہا تھا۔ "چلو۔۔۔۔!"

"کیا دیکھا۔۔۔۔؟"

"کچھ بھی نہیں۔۔۔۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آس پاس کوئی اور بھی تو موجود نہیں ہے۔!"

"آخر یہ کیسی تباہی ہم پر نازل ہوئی ہے۔!"

"جب تک بقیہ دنیا کے ساتھ چلنا نہ سیکھو گے یہی کچھ ہوتا رہے گا۔!"

"کیسے چلیں گے بقیہ دنیا کے ساتھ۔۔۔۔؟"

"تنگ نظری، توہم پرستی اور قدامت پسندی سے پیچھا چھڑائے بغیر بقیہ دنیا کے ساتھ نہیں چل سکو گے۔ انہوں نے اس کام کے لئے شکرال کو غالباً اسی لئے منتخب کیا ہے کہ تم اسے آسمانی بلا سمجھ کر اس کے خلاف جدوجہد نہ کر سکو گے۔!"

"بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے۔!"

"لیکن تمہارے باپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔!"

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو۔!"

"سمجھ میں آسکتی ہوتی تو حجرہ نشین ہو جانے کے لئے رحبان کا رخ نہ کرتا بلکہ وادی زلمیر ہی میں ڈٹا رہتا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آخر ایسا کیوں ہوا۔!"

"یہ بات بھی سمجھ میں آ رہی ہے۔!"

"آ رہی ہے نا۔۔۔۔ تم بہت سمجھ دار ہو۔۔۔۔ اس لئے سردار شہباز کے بعد تمہیں ہی پورے

شکرال کا سردار ہونا چاہئے۔!"

شارق ہنس پڑا اور بولا۔ "کیوں میرا مضحکہ اڑا رہے ہو.... میرا باپ تو مجھے صرف رہ... ہی کی سرداری کے قابل نہیں سمجھتا۔!"

"اس کی بھول ہے....!"

شارق کچھ نہ بولا.... ان کے گھوڑے معمولی رفتار سے مشرق کی طرف بڑھتے رہے۔ عمران تیز نظروں سے چٹانی سلسلے کا جائزہ بھی لیتا جارہا تھا.... لیکن ابھی تک کوئی ایسی دراڑ نہ دکھائی دی تھی جو اس کے نظریئے کی تائید کرتی ویسے نہ جانے کیوں اسے یقین تھا کہ ان چٹانوں میں کوئی ایسی دراڑ ضرور موجود ہوگی جو انہیں وادی زلمیر تک لے جاسکے۔!

بہر حال جہاں وہ چٹانیں بہت اونچے پہاڑوں سے جاملی تھی وہیں سے پھر وہ مغرب کی سمت پلٹ پڑے۔

"مغرب کی سمت یہ سلسلہ کہاں تک پھیلا ہوا ہے....؟" عمران نے پوچھا۔

"پتہ نہیں.... میں ادھر نہیں گیا....!"

"اچھی بات ہے.... تو پھر مغرب ہی کی طرف بڑھتے رہو.... ادھر بھی دیکھ لیں۔" عمران نے کہا اور گھوڑے کو ایڑھ لگائی.... خاصی تیز رفتاری سے وہ اس جگہ تک پہنچے تھے جہاں سے مشرق کی سمت آئے تھے.... اس کے بعد گھوڑوں کی رفتار کم کردی گئی تھی.... اور وہ پہلے ہی کی طرح چٹانوں کا جائزہ لیتے ہوئے مغرب کی سمت بڑھ رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد شارق نے سوال کیا۔ "آخر ہم کس طرح قدامت سے پیچھا چھڑائیں گے بڑے عابد کو یہ بات پسند نہ آئے گی۔!"

"اچھا تو بڑے عابد ہی سے کہو کہ تمہارے باپ کو دوبارہ آدمی بنادے۔!"

"لیکن وسطی شکرال کے دو باشندوں پر جو کچھ گذری ہے اس سے تو وہ بخوبی واقف ہے" عمران بولا۔ "لیکن ان کی دعائیں ان دونوں کو دوبارہ آدمی نہیں بنا سکتیں۔!"

"اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔!" شارق مردہ سی آواز میں بولا۔

"آخر کیوں....؟"

"کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا.... بڑے عابد کا رتبہ سب سے بلند ہے۔!"

"اچھا تو پھر یہ بتاؤ کہ بڑے عابد نے تمہیں رائفلوں اور پستولوں کے استعمال سے کیوں نہیں روکا جبکہ تمہارے بزرگ تیر کمان اور تلوار استعمال کرتے آئے تھے۔!"

"یہ بات بھی سوچنے کی ہے.... لیکن کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"احمقانہ بات ہے.... جب تک شکرال ترقی یافتہ دنیا کے ساتھ چلنے کی صلاحیت نہیں پیدا کرے گا اسی طرح مشکلات میں پڑتا رہے گا.... حد ہوگئی کہ زرد ریگستان پار کر کے جن لوگوں سے جدید اسلحہ خرید لاتے ہو ان کی زبان نہیں سیکھ سکتے.... آخر کیوں....!"

"واقعی یہ بات سوچنے کی ہے۔!"

"اگر تم سرداروں کے سردار ہوگئے تو کیا کرو گے۔!"

"وہی کروں گا جو بڑے عابد کہیں گے۔!"

"بس تو پھر تمہارا دور بھی حماقت ہی کا دور ہوگا۔!"

"تم سمجھتے کیوں نہیں.... بڑے عابد....!"

"میں بھی ان کی عزت کرتا ہوں....!" عمران نے کہا۔ "لیکن قدامت کو برقرار رکھنے کے سلسلے میں ان کی ہمنوائی نہیں کر سکتا....!"

"بس اب اس قصے کو ختم بھی کرو.... میں جہنم کا ایندھن نہیں بننا چاہتا۔!"

"خیر فی الحال ختم کرتا ہوں۔!"

"مقلاقی لڑکیاں کیسی ہوتی ہیں....؟" شارق نے مسکرا کر پوچھا۔

"پہلے بڑے عابد سے اجازت لے آؤ پھر مقلاقی لڑکیوں کی بات کرنا کیونکہ وہ آہستہ آہستہ ترقی پسند ہوتی جا رہی ہیں۔!"

"مت کرو بڑے عابد کی بات....!" شارق گھگھیایا۔

"تم بھی مت کرو مقلاقی لڑکیوں کی بات.... ورنہ مقلاق کا بڑا عابد مجھے کاٹ کھائے گا۔!"

"تم اپنے بڑے عابد کی عزت نہیں کرتے۔!"

"عزت میں سب کی کرتا ہوں لیکن ہر ایک سے متفق نہیں ہو جاتا۔!"

"بہت مزے میں ہو تم....!"

"تم بھی مزے میں ہو سکتے ہو.... کوشش کرو....!"

"اچھا یہ بتاؤ کہ میں کس قسم کی لڑکی سے شادی کروں۔!"

"کسی ترقی پسند مقلاقی لڑکی سے جو تمہیں مار مار کر ترقی پسند بنادے....!"

"یہ بھی ناممکن ہے.... میں کسی غیر شکرالی لڑکی سے شادی نہ کر سکوں گا۔!"

"ارے تو اسی وقت تمہیں شادی بھی کرنی ہے۔!" عمران بھنا کر بولا، اور شارق ہنس کر بولا

"میں نے تو یہ بات اس لئے چھیڑی تھی کہ بڑے عابد کا قصہ ختم ہو جائے۔!"

"آہا.... ٹھہرو....!" عمران نے گھوڑا روکتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے....؟"

لیکن عمران نے کچھ کہے بغیر تھیلے سے دوربین نکال لی اور چٹانوں میں کسی جگہ کا جائزہ لینے لگا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آنکھوں سے دوربین ہٹاتا ہوا بولا۔ "شائد میں نے وہ جگہ دیکھ لی ہے۔!"

"مجھے بھی دکھاؤ....!"

"تم نہ دیکھ سکو گے.... اچھا اب ہمیں گھوڑوں سے اتر جانا چاہئے۔!"

"یہ لو....!" شارق گھوڑے پر سے اترتا ہوا بولا۔ "اب بتاؤ....!"

عمران بھی اپنے گھوڑے سے اترا اور دونوں گھوڑے ایک جگہ باندھ دیئے گئے اور انہوں نے ایک دشوار گذار چٹان پر چڑھنا شروع کر دیا۔

خاصی جدوجہد کے بعد وہ ایسی جگہ پہنچ سکے تھے جہاں مزید آگے بڑھنے کی گنجائش نہیں تھی۔

شارق نے دونوں اطراف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کہاں لے آئے۔!"

"کیا تمہیں وہ شگاف نہیں دکھائی دیتا...." عمران نے کچھ اوپر ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا۔

"وہاں تک پہنچو گے کیسے....؟"

"ابھی پہنچ کر دکھاتا ہوں....!"

"اگر تم پہنچ بھی گئے تو گھوڑے کیسے پہنچیں گے۔!"

"میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وادی زلمیر تک پہنچ سکوں گا یا نہیں.... ضروری نہیں ہے کہ ہم اسی راستے سے وادی میں داخل ہوں۔!"

"اچھی بات ہے.... کوشش کرو....!"

عمران اچھلا تھا اور ایک شگاف میں دونوں ہاتھ ڈال کر جھول گیا تھا۔ چھ سات فٹ کی اونچ

پر بڑھتا رہا۔

"اتنی اونچی چھلانگ لگا سکتے ہو.....!" شارق نے حیرت سے کہا۔

عمران اوپر اٹھتا چلا گیا..... شارق کو تو ایسا ہی لگا تھا جیسے شگاف کے اندر سے کسی نے پکڑ کر اسے اوپر گھسیٹ لیا ہو..... اس نے اس کے پورے جسم کو شگاف کے اندر غائب ہوتے دیکھا اور مضطربانہ انداز میں اسے آوازیں دینے لگا۔

جلد ہی عمران نے شگاف سے باہر سر نکال کر کہا تھا۔ "فکر مت کرو..... گھوڑوں پر دھیان رکھنا..... میں ابھی آیا۔!"

وہ پھر مڑا تھا اور تھیلے سے ٹارچ نکال کر گھٹنوں کے بل آگے بڑھنے لگا تھا۔ اس سرنگ نما دراڑ میں کھڑے ہونے کی گنجائش نہیں تھی۔ ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا رہا..... دو ڈھائی سو گز کھسکنے کے بعد اسے پھر سورج کی روشنی دکھائی دی تھی۔

اس قدرتی سرنگ کے دوسرے دہانے سے وادی زلمیر صاف نظر آرہی تھی اور ادھر کی ڈھلان بھی دشوار گذار نہیں معلوم ہوتی تھی۔ چاہتا تو دہانے سے نکل کر نشیب میں دوڑتا چلا جاتا..... لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔

واپسی رواروی میں نہیں ہوئی تھی۔ ٹارچ کی روشنی میں سرنگ کا تفصیلی جائزہ لیتا ہوا پلٹ رہا تھا..... ایک جگہ اسے بیئر کا ایک خالی ڈبہ پڑا ہوا ملا۔ اس نے اسے اٹھا کر اس کے سوراخ سے ناک لگادی اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ بہت پرانا نہیں تھا..... ظاہری حالت بھی یہی بتاتی تھی کہ وہ بہت دنوں سے وہاں نہیں پڑا رہا ہے، ایک جگہ ڈبل روٹی کے خشک ٹکڑے بھی ملے..... وہ آگے بڑھتا رہا..... اور دوسرے سرے تک آپہنچا۔

شارق وہیں کھڑا نظر آیا جہاں اسے چھوڑ آیا تھا..... عمران کو دیکھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"کیا رہی.....؟" اس نے چہک کر پوچھا۔

"راستہ ہے میں دوسرے سرے تک ہو آیا ہوں۔!"

"میں کیسے دیکھوں.....!"

"کیا ضرورت ہے..... مجھے جو کچھ معلوم کرنا تھا کر چکا.....!"

تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ شارق کے پاس جا پہنچا تھا۔ گھوڑوں تک پہنچنے میں خاصی

دشواری پیش آئی۔ شارق تو کئی بار گرتے گرتے بچا تھا۔ اترنے کیلئے وہ ڈھلان خطرناک ہی تھی۔

"اب کیا کرو گے....!" شارق اپنے گھوڑے کی پشت پر ہاتھ رکھ کر ہانپتا ہوا بولا۔

"بس اب تم رحیان واپس جاؤ....!"

"واہ.... کیوں....؟ یہ نہیں ہو سکتا۔!"

"پھر کیا کرو گے....؟"

"وادی زلمیر چلیں گے۔!"

"پہلے دوڑ کر بڑے عابد سے پوچھ آؤ کیونکہ انہوں نے وادی میں داخلے پر پابندی لگادی ہے۔!

"مم.... میں نے سنا تھا....!" شارق ہکلایا.... "لیکن انہیں کیسے پتہ چلے گا۔!"

"رب عظیم تو دیکھ رہا ہے اگر اس کے تئیں بڑے عابد کا کہنا ماننا ضروری ہے۔!"

"تم تو بال کی کھال اتارتے ہو.... بڑے عابد تو تیمال پینے سے بھی منع کرتے ہیں۔!"

"اور تیمال پینے والوں کی سرداری بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے تحائف بھی قبول کرتے ہیں.... کیوں....؟"

"میں کہتا ہوں اس قصے کو ختم کرو....!"

"جب تک تم بڑے عابد کی بالادستی سے انکار نہیں کردو گے.... قصہ ختم نہیں ہوگا۔!"

"اگر شکرالیوں کو معلوم ہو جائے تو تمہارا قیمہ کر کے رکھ دیں گے۔!"

"تم بھی تو شکرالی ہو.... نکالو اپنا تفنگچہ۔!"

"مم.... میں تمہیں.... بہت پسند کرتا ہوں....!"

"بڑے عابد سے بھی زیادہ....!"

"شائد....!"

"اچھی بات ہے.... تو میں تمہیں وادی زلمیر میں لے چلوں گا۔ اب اس عام راستے کی طرف میری راہنمائی کرو جس سے قافلے گذرتے ہیں۔!"

"بس مغرب ہی کی طرف چلتے رہو۔ منحوس پہاڑ کے پاس سے گذرنا ہوگا۔!"

"منحوس پہاڑ....!" عمران نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں اگر وہ پہاڑ حائل نہ ہوتا تو ہمیں زرد ریگستان تک پہنچنے میں زیادہ دشواری نہ ہوتی...

اس منحوس پہاڑ کی وجہ سے ڈیڑھ سو میل کی مسافت بڑھ جاتی ہے۔ صدیوں سے یہ پہاڑ منحوس کہلاتے ہیں۔!"

"نا قابلِ عبور ہیں....؟"

"بالکل سیدھے کھڑے ہیں.... یہ چٹانی سلسلہ تو ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔!"

شام ہو چکی تھی.... پرندوں کے شور سے فضا گونجنے لگی تھی۔ عمران نے پر تفکر لہجے میں کہا۔ "کیوں نہ رات یہیں گذاری جائے.... کوئی مناسب سی جگہ تلاش کرو....!"

"میں جلد سے جلد ان جانوروں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔!"

"بس کل دیکھ لینا۔!"

یہاں انہیں کوئی غار نہ مل سکا.... البتہ ایک ایسی چٹان دکھائی دے گئی جو سائبان کا کام بھی دے سکتی تھی۔ اس کے نیچے انہوں نے گھوڑوں سے زینیں اتار دیں۔ شارق آگ جلانے کے لئے خشک پودوں کے ڈنٹھل اکھاڑتا پھر رہا تھا.... یہاں درخت نہیں تھے کہ ان سے لکڑیاں حاصل کرلی جاتیں۔

شارق عمران سے بہت دور چلا گیا تھا.... وہ اسے دیکھتا رہا پھر جیب سے ٹرانس میٹر نکال کر اس میں بیٹری رکھی، اور بالکل ایسے ہی انداز میں بولنے لگا جیسے کسی سے گفتگو کر رہا ہو۔

"دو حجرے خالی پڑے ہیں.... پتہ نہیں طہماس اور قنطور کہاں غائب ہو گئے پھر نسوانی آواز بنا کر بولا۔ "طہماس اور قنطور....!"

مردانہ آواز.... "ہاں.... دونوں کے حجرے خالی ہیں.... پتہ نہیں کس وقت نکل گئے .... کوئی دیکھ نہیں سکا۔!"

نسوانی آواز.... "کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے۔!"

مردانہ آواز.... "ربِ عظیم ہی جانے، سردار شہداد نے تو اب بولنا بھی چھوڑ دیا ہے، کیوں شارق....؟ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔!"

"تم نے ٹھیک سنا ہے۔!" عمران نے شارق کی آواز کی نقل اتاری تھی۔ اس کے بعد ٹرانس میٹر سے بیٹری نکال کر اُسے ناکارہ کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد شارق خشک ڈنٹھلوں کا گٹھرا اٹھائے واپس آگیا۔

"آج سردی مزاج پوچھ لے گی۔!" عمران بولا۔

"اسی لئے تو اتنی محنت کر رہا ہوں۔!" شارق نے کہا۔ "اور گٹھر پھینک کر پھر چلا گیا۔۔۔

عمران اسے توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

اس کی دانست میں مناسب تربیت اس لڑکے کو بڑے کام کا آدمی بنا سکتی تھی۔۔۔۔ بڑے عابد سے متعلق اس نے اس سے جس قسم کی گفتگو کی تھی وہ ٹھنڈے دل سے سنتا رہا تھا اس کی جگہ کوئی دوسرا شکرالی ہوتا تو مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا ہوتا۔

کچھ دیر بعد وہ پھر ایک گٹھر اٹھا لایا تھا۔

"بس کرو۔۔۔۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں نے ایسی تدبیر سوچی ہے کہ سردی سے بھی محفوظ رہیں گے اور ہمارے لئے کوئی خطرہ بھی باقی نہ رہے گا۔!"

شارق نے گٹھر زمین پر ڈال دیا اور ایک طرف بیٹھتا ہوا بولا۔ "اچھی بات ہے کرو تدبیر۔!"

"میں سوچ رہا تھا کہ تم بہت اچھے آدمی ہو۔۔۔۔!" عمران نے کہا۔ "آخر کس کی نقالی میں خیرہ سر بننے کی سوجھی تھی۔!"

وہ کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔۔۔۔ تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "دراصل اپنی سوتیلی ماں کو دبائے رکھنے کے لئے میں نے خیرہ سر کا بہروپ بھرا ہے لیکن صف شکن کی آنکھوں سے تو نہیں چھپ سکتا۔!"

"میرا خیال ہے کہ نہ صرف سوتیلی ماں بلکہ باپ بھی ڈرنے لگا ہو گا۔!"

شارق نے قہقہہ لگایا اور سر ہلا کر بولا۔ "ان کی تو سرداری بھی میرے دم سے قائم ہے ورنہ کبھی کی اسے کھو چکے ہوتے۔!"

"تمہارے آنے سے عسکر بھی خائف ہو گیا تھا۔!"

"سبھی ڈرتے ہیں۔۔۔۔ یہ دیکھو۔۔۔۔!" اس نے داہنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ اسے چھوٹی انگلی کی جڑ میں ایک اور ننھی سی انگلی دکھا رہا تھا۔!

"یہ کیا ہے۔۔۔۔؟"

"میں شنگشت بھی ہوں۔۔۔۔ کوئی شکرالی میرا خون بہانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔!"

"ہمارا عقیدہ ہے کہ چھ انگلیاں رکھنے والے کے قتل سے تباہی پھیلتی ہے۔ زیادہ تر شنگشت

روپوش ہو جاتے ہیں لیکن میں نے خیرہ سر بنا ہی مناسب سمجھا۔!"

"بہت چالاک ہو.... اب تم جو چاہو کرتے پھرو.... کوئی تمہیں ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔!"

شارق نے پھر قہقہہ لگایا اور بولا۔ "اگر یہ بات نہ ہوتی تو کبھی کا مار ڈالا گیا ہوتا۔!"

"لیکن میں نے اب کچھ اور ہی سوچا ہے۔!"

"کیا....؟"

"تمہیں جلد از جلد جانور بنا دوں....!"

"کیا مطلب....! شارق اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "اس طرح تم سردی سے بھی محفوظ رہ سکو گے۔!"

"پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہو۔!"

"سچ مچ جانور نہیں بنو گے.... اور اگر نقلی جانور بننے پر تیار نہ ہوئے تو وادی زلمیر میں سچ مچ جانور بنا دیئے جاؤ گے۔!"

"صاف صاف کہو....!"

"ان لوگوں کے جسموں میں کوئی ایسی دوا داخل کی گئی ہے جس نے ان کے رونگھٹوں کو حیرت انگیز طور پر بڑھا دیا اور یہ عمل تھوڑے وقت میں ہوا تھا....!"

"یہ کس طرح ممکن ہے....!"

"ترقی یافتہ لوگوں کے لئے سب کچھ ممکن ہے.... میں وہاں تمہیں ایسی دو عدد مادائیں بھی دکھاؤں گا جو فرنگی نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے ایک سنہری ہے اور دوسری سفید.... اور تمہارے شکرالی سیاہ بالوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔!"

"لیکن اب میرے باپ کا کیا ہو گا۔!"

"ہو سکتا ہے ان کے پاس کوئی ایسی دوا بھی ہو جو انہیں دوبارہ آدمی بنا دے.... اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ خود اپنی نسل پر ہرگز ہاتھ صاف نہ کرتے۔!"

"گویا.... کوئی فرنگی یہ سب کچھ کر رہا ہے۔!"

"سو فیصد یہی بات ہے....!"

"آخر کیوں....؟"

"یہی تو دیکھنا ہے.... ویسے شکرالی عورتیں ان کے ہاتھ نہ لگ سکی ہوں گی اس لئے انہوں نے فرنگنوں ہی کو جانور بنادیا اور وہ دونوں مادائیں شکرالی نروں کے ساتھ بہت خوش ہیں۔!"

"کیا بات ہوئی....!" شارق نے حیرت سے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ یہ دیکھنا چاہتے ہوں کہ ان کے بچے آدمی ہی ہوتے ہیں یا جانور....!"

"میں سمجھ گیا.... ویسے بھی یہ سفید سور ہمیں جانور ہی سمجھتے ہیں۔!" شارق نے غصیلی آواز میں کہا۔

"پکی بات کہی ہے تم نے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"اچھا تو تم مجھے کس طرح جانور بناؤ گے۔!"

"پہلے خود بن کر دکھاؤں گا.... پھر تمہیں بھی بنادوں گا۔!"

عمران نے تھیلے سے وہ کھال نکالی جسے اپنے جسم پر فٹ کرنا تھا.... اور ایک چٹان کی اوٹ میں چلا گیا۔

شارق متحیرانہ انداز میں بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا.... اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ نہ جانے اور کون کون سے تاثرات نظر آرہے تھے۔

پھر جیسے ہی عمران چٹان کی اوٹ سے نمودار ہوا اس کا ہاتھ بے اختیار ہولسٹر کیطرف گیا تھا۔

"ارے.... ارے.... کہیں فائر نہ کر دینا....!" عمران بول پڑا۔

"رب عظیم....!" شارق کی زبان سے اتنا ہی نکل سکا۔

"کہو کیسی رہی....!" عمران قریب آکر بولا۔

"سس.... سمجھ میں نہیں آتا....!"

"اگر اسی روپ میں تمہاری بستی میں چلا جاؤں تو گولیاں مجھے چھلنی کر کے رکھ دیں۔!"

"اس میں تو شک نہیں۔!"

"اسی لئے وہ بیچارے حجرہ نشین ہو گئے ہیں۔!"

"مجھے کیسے جانور بناؤ گے....!" شارق نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم پر جو کھال منڈھی جائے گی وہ تمہاری جسامت سے زیادہ ہوگی۔ لہٰذا

اپنا لباس بھی مت اتارو.... اُسی پر فٹ کردوں گا۔!"

عمران نے وہ کھال نکالی جو شہباز کے لئے تیار کی تھی اور شارق کے جسم پر فٹ کرنے لگا۔

آدھے گھنٹے بعد وہاں سیاہ رنگ کے دو گوریلے بیٹھے نظر آئے۔ ان میں سے یک شکرالی جنگی نغمہ الاپ رہا تھا.... یہ شارق تھا۔

"بس کرو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر دشمنوں نے دیکھ لیا تو سمجھیں گے کہ تم جانور بن کر خوشی کا اظہار کر رہے ہو۔!"

"میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی بستی میں جا کر ہراس پھیلادوں گا۔!"

"بن مانس....!اگر شکست بھی ہوں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔!" عمران نے کہا۔ "کوئی خوف زدہ ہو کر تمہیں گولی مار دے گا۔!"

رات بخیر و خوبی گذری تھی.... وہ آرام سے اسی چٹان پر سوتے رہے تھے۔ الاؤ روشن کرنے کی بھی ضرورت نہیں پیش آئی تھی۔

دوسری صبح جب وہ گھوڑوں کے قریب پہنچے تو شارق کا گھوڑا بدکنے لگا تھا۔ بمشکل تمام قابو میں آیا اور سفر دوبارہ جاری ہو گیا۔

"وادی میں پہنچ کر کیا کرو گے....؟" شارق نے پوچھا۔

"وادی کی طرف سے اس شگاف تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ جس سے کل وادی کا جائزہ لیا تھا۔!"

"میں تو اُن سچ مچ کے جانوروں کو دیکھنے کے لئے بے چین ہوں.... آخر وہ ہیں کون۔!"

"یہ بتانا مشکل ہے کیونکہ جانور بس جانور ہی ہوتے ہیں۔!"

"واہ.... میں شارق ہوں.... تم صف شکن ہو....!"

"لیکن وہ سچ مچ جانور بن گئے ہیں اپنے نام کیوں بتائیں گے.... رحبان کا سردار کیسے کہہ سکے گا کہ وہ شہداد ہے۔ اسی لئے تو بے چارہ کسی کو اپنی شکل نہیں دکھاتا۔!"

ان کے گھوڑے خاصی تیز رفتاری سے راستہ طے کر رہے تھے۔ عمران نہیں چاہتا تھا کہ اس حال میں کسی کی نظر اُن پر پڑے۔ وادی زلمیر میں شکرالیوں کے داخلے پر پابندی لگائی گئی تھی۔ لیکن ادھر تو شکرالی گذرتے ہی رہتے تھے۔

دن ڈھلنے سے قبل ہی وہ اس پہاڑی سلسلے تک جا پہنچے، جس کا ذکر شارق نے منحوس پہاڑ
نام سے کیا تھا۔

"واقعی....! یہ تو ایسے سیدھے کھڑے ہیں جیسے انسانی ہاتھوں نے انہیں تراش
مسطح کر دیا ہو۔!"

"مت دیکھو.... انکی طرف ورنہ تمہارا ستارہ گردش میں آجائے گا۔!" شارق نے گھبرا کر کہا

"میرا ستارہ عموماً میرے قابو میں ہی رہتا ہے۔!" عمران بولا۔

"تم عجیب آدمی ہو.... کسی بات پر یقین ہی نہیں رکھتے۔!"

"رب عظیم کے علاوہ اور کسی پر یقین نہیں رکھتا۔!"

"ستارے بھی رب عظیم نے بنائے ہیں۔!"

"اور میں بھی رب عظیم کی تخلیق ہوں....!" عمران ہنس کر بولا۔ "ایسی تخلیق جو دوسر
تخلیقات پر حاوی ہے۔!"

شارق کچھ نہ بولا.... وہ وادی زلمیر میں داخل ہو چکے تھے۔ ابھی گھنے جنگلوں کا سلسلہ شرو
نہیں ہوا تھا۔ اچانک ایک جگہ ان کے گھوڑے بھڑکنے لگے.... عمران فوراً ہی اپنے گھوڑے
کود گیا.... ساتھ ہی زین سے لٹکے ہوئے تھیلے سے ریوالور بھی نکال لیا۔

شارق نے اس کی تقلید کی تھی اور بمشکل تمام وہ انہیں ایک درخت کے تنے سے باندھ
میں کامیاب ہوئے تھے۔

"فی الحال یہیں رک جاؤ....!" عمران بولا۔ "پتا نہیں کیا چکر ہے۔!"

دونوں ہی پوری طرح ہوشیار ہو گئے تھے اور پھر ذرا ہی سی دیر بعد گھوڑوں کے بھڑکنے
وجہ بھی معلوم ہو گئی۔ قریب ہی کی جھاڑیوں سے بھورے رنگ کا ایک جانور برآمد ہوا تھا
نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا رکھے تھے۔

"فائر مت کرنا....!" عمران نے شارق سے کہا۔ "یہ بھی مظلوم ہی لگتا ہے۔!"

"فرنگی معلوم ہوتا ہے....!" شارق بولا۔

"خدا جانے معلوم ہوتا ہے یا ہوتی ہے....!" عمران نے کہا اور سامنے کھڑے ہو
خوف زدہ جانور سے شکرالی ہی میں پوچھا۔ "تم نر ہو یا مادہ....؟"

"میں نہیں سمجھتا تم کیا کہہ رہے ہو....!" بھورے جانور نے بے بسی سے انگریزی میں کہا۔
"ہاں فرنگی ہی ہے.... اور آواز سے نر معلوم ہوتا ہے....!" عمران نے شارق سے کہا۔
ساتھ ہی وہ سوچ رہا تھا اس جانور پر اپنی انگریزی دانی ظاہر کرے یا نہ کرے۔ کسی بدیسی نر کی موجودگی اس کے نظریے کو یکسر غلط ثابت کئے دے رہی تھی۔ کہیں وہ بھی انہی کی طرح جانور کے بہروپ میں نہ ہو اور اس کا مقصد اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ شکرالی جانوروں سے قریب رہ کر ان کی مختلف ذہنی کیفیات کا جائزہ لیا جا سکے۔!
عمران نے ریوالور کی جنبش سے اسے قریب آنے کا اشارہ کرتے ہوئے شارق سے کہا۔
"ہوشیار رہنا.... بظاہر یہ مسلح بھی نہیں معلوم ہوتا۔!"
بھورا جانور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن اس کے دونوں ہاتھ اب بھی اوپر اٹھے ہوئے تھے۔
"تم اس کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ.... اور پشت کے بال مٹھی میں جکڑ کر کھینچو....!" عمران نے شارق سے کہا۔ "ابھی معلوم ہو جائے گا کہ اصلی ہے یا ہماری طرح نقلی ہے۔!"
"ہاں یہ ٹھیک ہے....!" شارق نے کہا اور جھپٹ کر بھورے جانور کے عقب میں چلا گیا۔
پھر جیسے ہی اس نے اس کی پشت کے بالوں پر جھپٹا مارا تھا بھورا جانور بے ساختہ چیخنے لگا تھا۔
"چھوڑ دو.... اصلی ہے۔!" عمران بولا۔
"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم لوگ کیا کرنا چاہتے ہو۔!" بھورا جانور بلبلا کر بولا۔
"ہم بھوکے ہیں.... تمہیں بھون کر کھائیں گے۔!" عمران نے انگریزی میں کہا۔
"خداوندا تیرا شکر ہے۔!" بھورا جانور بے ساختہ بولا۔ "یہ میری زبان سمجھ سکتا ہے۔!"
"سارے ہی شکرالی انگریزی سے نابلد نہیں ہیں۔!"
"تو پھر وہ ایک بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں....!" بھورا جانور خوش ہو کر بولا۔
"کون لوگ....؟"
"وہ جنہوں نے ہمیں اس حال کو پہنچایا ہے۔!"
"وہ کہاں ہیں....؟"
"اس پہاڑ پر....!" بھورے جانور نے منحوس پہاڑ کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تین دن پہلے میں بھی انہی لوگوں میں تھا۔!"

"خوب......!تو وہ اپنوں پر بھی ظلم ڈھا رہے ہیں۔!"

"اچھا تو کیا تم اسے کوئی آسمانی بلا نہیں سمجھتے۔!" بھورے جانور نے حیرت سے کہا۔

"قطعی نہیں، سارے شکرالی جاہل اور سائینس کے کارناموں سے بے بہرہ نہیں ہیں۔!"

"تب تو انہیں چوٹ ہو گئی....انہوں نے غلط جگہ کا انتخاب کیا ہے۔!"

"اچھا تو تم ہمارے بارے میں چھان بین کرنے کے لئے جانور بنائے گئے ہو۔!"

"ہرگز نہیں....!" بھورا جانور جلدی سے بولا۔"میں نے اس وحشیانہ حرکت کے خلاف احتجاج کیا تھا۔ میرا نام نکولس ہے....میں وہاں وائرلس آپریٹر کے فرائض انجام دیتا تھا۔!"

"لیکن اس پہاڑ پر چڑھنا ناممکن ہے۔!"

"اس جنگل کی طرف سے تو قطعی ناممکن ہے....!" بھورا جانور سر ہلا کر بولا۔"لیکن زر ریگستان کی طرف سے ناممکن نہیں ہے۔!"

"آخر اس حرکت کا مقصد کیا ہے۔!"

"مقصد کا علم ہم میں سے کسی کو بھی نہیں ہے۔!"

"سوال تو یہ ہے کہ جب اس طرف سے یہ پہاڑ ناقابلِ عبور ہیں تو تم یہاں تک کیسے پہنچے۔!"

"شائد میرے فرشتوں کو علم ہو....مجھے تو نہیں ہے....وہاں بیہوش ہو گیا تھا اور آدمی ہی کی حیثیت سے بیہوش ہوا تھا....آنکھ کھلی تو یہاں جانور بنا ہوا پڑا تھا۔!"

"تمہاری نسل کی دو مادائیں بھی ہمارے ساتھ ہیں۔!"

"میرے احتجاج کی اصل وجہ بھی وہی ہیں۔!"

"وہ بھی اُسی پہاڑ پر تمہارے ساتھ تھیں۔!"

"نہیں....وہ کہیں اور سے لائی گئیں ہیں۔!"

"بیٹھ جاؤ....ہم مزید کچھ دیر گفتگو کریں گے۔!"

"میں بہت بھوکا ہوں۔!"

"اسے بھنا ہوا گوشت اور روٹی کا ایک ٹکڑا دے دو۔!" عمران نے شارق سے کہا۔

وہ گھوڑوں کی طرف بڑھ گیا....جواب پُرسکون ہو چکے تھے۔

"وہ ریشے کیسے ہیں جو ہم پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور ہم بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔!"

"ایک خاص قسم کی دھات سے بنائے گئے ہیں اور وائرلیس سے کنٹرول کئے جاتے ہیں۔ میں تم لوگوں کو آگاہ کر دوں گا کہ وہ ریشے کہاں کہاں پھیلائے گئے ہیں۔ اپنے آدمیوں کو جنگل میں قدم رکھنے سے منع کر دو.... وہ تو مجھے اس غلط فہمی میں یہاں ڈال گئے ہیں کہ کوئی شکرالی میری زبان نہ سمجھ سکے گا۔!"

"بات سمجھ میں آنے والی ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

بھورا جانور خاموش ہو کر شارق کے لائے ہوئے کھانے پر ٹوٹ پڑا تھا۔

"وہ ہمیں بالکل ہی تو جانور نہیں بنا سکے ہم آج بھی پکا کر کھاتے ہیں اور چائے پئے بغیر درد سر میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔!"

"لیکن آدمیوں میں بیٹھنے کے قابل تو نہیں رہے۔!" بھورا جانور جلدی جلدی منہ چلاتا ہوا بولا۔

پھر عمران شارق کو ہونے والی گفتگو سے متعلق بتانے لگا۔

"کیا تم اس پر اعتماد کر سکتے ہو....!" پوری بات سن لینے کے بعد شارق نے سوال کیا۔

"فی الحال یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا.... ویسے اس کا بھی امتحان ہو سکتا ہے کہ یہ جھوٹ تو نہیں بول رہا۔!"

"کس طرح امتحان کرو گے....!"

"اپنے تھیلے سے تیمال کا مرتبان نکال لاؤ۔!"

"میں اسے تیمال تو ہرگز نہیں دوں گا.... خود بہت احتیاط سے استعمال کر رہا ہوں.... ختم ہو گئی تو میں کیا کروں گا۔!"

"تین چار گھونٹ سے زیادہ نہیں۔!"

"تین چار گھونٹ سے کام نہیں چلے گا.... اتنی مقدار تو ہونی چاہئے کہ اسے اپنے دماغ پر قابو نہ رہے اور وہ سچ بولنے لگے۔!"

"میرے پاس ایک ایسا سفوف موجود ہے جس کی آمیزش سے تین چار گھونٹ مشکیزہ بھر تیمال بن جائیں گے۔ چلو اٹھو... تم تیمال نکالو اور میں اپنے سامان میں وہ سفوف تلاش کروں گا۔!"

شارق طوغا و کرہ اٹھا تھا۔

دو تین منٹ بعد عمران گلاس تیار کر کے .... پھر بھورے جانور کی طرف پلٹ آیا۔

"اگر چاہو تو شکرالی شراب کی بھی کچھ مقدار پیش کی جاسکتی ہے۔!" عمران نے اس سے کہا

"اوہ... شکریہ... شکریہ... تم بہت اچھے ہو... مجھ پر مزید احسان کرو گے اگر ایسا کر سکو!"

عمران نے گلاس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ہلکی ہلکی چسکیاں ہی لینا ہماری شراب تمہاری شرابوں سے کئی گناہ زیادہ تیز ہوتی ہے۔!"

"اچھا.... اچھا....!"

دو تین چسکیوں نے ہی اسے چونکنے پر مجبور کر دیا۔

"واقعی.... حیرت انگیز.... ذائقہ اور بو بھی لاجواب ہے۔ کس طرح کشید کرتے ہو۔!"

گلاس کا آخری قطرہ بھی حلق میں انڈیل لینے کے بعد اس نے جھومتے ہوئے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا۔

"تم میں سے کوئی شکرالی بھی بول اور سمجھ سکتا ہے۔!" عمران نے اس کا شانہ ہلا کر سوال کیا تھا

"صص.... صرف ایک عورت.... لیزا اگاردو.... وہی انچارج بھی ہے.... اُسی کتیا نے مجھے اس حال کو پہنچایا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اب کیا ہوگا۔!"

"اگر ہم تمہیں اپنا شریک کر لیں تو کیا کرو گے۔!"

"ہر طرح تمہارا حکم مانوں گا.... چلو.... ابھی اس پہاڑ پر دھاوا بول دو۔!"

"شکرال کے پہلے گیارہ آدمی کہاں اور کس طرح جانور بنائے گئے تھے۔!"

"یہیں.... اسی جنگل میں.... ریشوں کی یلغار کے ذریعے۔!"

"لیکن مجھ پر تو ریشوں کی یلغار نہیں ہوئی تھی۔!"

"تمہیں کسی اور طرح بیہوش کر کے انجکشن دیا گیا ہوگا۔!"

"کیا میں پھر آدمی بن سکوں گا....!" عمران نے سوال کیا۔

"اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"اور مقصد بھی نہیں جانتے۔!"

"قطعی نہیں....!"

"کیا لیزا گوردو.... ہی اس حرکت کی ذمہ دار ہے۔!"

"نہیں... تین بڑے... کہلاتے ہیں وہ لوگ... لیزا محض ایک نگران کی حیثیت رکھتی ہے۔!"

"کیا وہ تینوں بھی پہاڑ ہی پر ہیں۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... وہ بہت بڑے ہیں.... میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں رہتے ہیں.... مجھے تو ایک فرم نے ملازمت دی تھی اور یہاں بھیج دیا تھا۔!"

"فرم کہاں ہے....؟"

"ترکی میں....!"

"ترکوں ہی سے تعلق رکھتی ہے۔!"

"نہیں.... امریکی فرم ہے۔!"

"تو گویا... تم لوگوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر ترکی بنایا ہے۔!"

"یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا... کہ وہی ہیڈ کوارٹر ہے.... یا محض ایک شاخ اور ادویات سازی کے لئے بوٹیوں کی تلاش اس فرم کا بزنس ہے۔!"

اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جارہی تھیں.... عمران نے اس کا شانہ پکڑ کر آہستہ سے لٹادیا... دیکھتے دیکھتے وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔!

"ہو گیا امتحان....؟" شارق نے پوچھا۔

"ہاں.... جھوٹ نہیں بول رہا تھا۔!"

"اب کیا باتیں ہوئیں....؟"

"عمران نے جتنا مناسب سمجھا اسے بھی بتاتے ہوئے کہا۔" اب ان پہاڑوں کو بھی دیکھنا پڑے گا۔!"



لیزا گوردو نے ہیڈ کوارٹر سے آئے ہوئے پیغام کو ڈی کوڈ کیا تھا۔

"کوئی فائدہ نہیں اگر وہ سب کہیں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں.... انہیں ان کے گھروں سے نکال کر جنگل میں لاؤ.... ابھی تک صرف تیرہ عدد پر تجربہ کیا گیا ہے.... یہ تعداد کافی نہیں ہے.... مختلف طریقے اختیار کر کے تعداد تیزی سے بڑھائی جائے۔ مطلع کرو کہ اب جنگل میں

ان کی تعداد کیا ہے۔!"

لیزا گوردو کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئی تھیں.... اس نے کوڈ ورڈز میں لکھنا شروع کیا۔

"برائے ہیڈ کوارٹر..... !اس وقت چار عدد مقامی، دو لڑکیاں، اور وہ جس کے لئے ہیڈ کوار سے ہدایت ملی تھی جنگل میں موجود ہیں.... میری معلومات کے مطابق گیارہ میں سے دو ا کمین گاہوں سے نکل کر جنگل میں داخل ہوگئے ہیں۔ رفتہ رفتہ انہیں بستی سے نکال لایا جائے مزید اضافے کے لئے دوسری تدابیر اختیار کی جائیں گی۔!"

جواب لکھ لینے کے بعد وہ ٹیلی پرنٹر کے قریب جا بیٹھی اور اس کی انگلیاں بورڈ پر تیزی چلنے لگیں.... وہ آپریشن روم میں تنہا تھی پیغام پرنٹ کر کے مشین بند کی اور اٹھ گئی۔ ٹھیک ا وقت کسی نے دروازے پر دستک دی تھی۔

"آجاؤ....!" اس نے خشک لہجے میں کہا۔

دروازہ کھول کر ایک قد آور اور مضبوط جسم والا آدمی آپریشن روم میں داخل ہوا۔

"کیا بات ہے....؟" لیزا کا لہجہ اب بھی خشک ہی تھا۔

"مجھے نکولس کی تلاش ہے مادام....!"

"وہ واپس بھیج دیا گیا....!"

"کسی کو اس کی اطلاع ہی نہیں۔!"

"کیا یہ ضروری تھا کہ دوسروں کو اس کا علم بھی ہوتا۔!"

"میں نہیں سمجھا مادام....!"

"اگر وہ اطلاع دینا چاہتا تو خود ہی دے دیتا۔!"

"بہت بُرا ہوا مادام....!"

"کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"میری ایک بہت اہم چیز تھی اس کے پاس.... اور اس طرح مجھے مطلع کئے بغیر واپس جانے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اس نے میرے ساتھ بے ایمانی کی ہے۔!"

"بیٹھ جاؤ....!" لیزا نے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ مادام....!"

"اب بتاؤ کیا بات ہے....!"

"اس کے پاس میری ایک بہت اہم چیز تھی....!"

"اگر تم مجھے اس کی اہمیت کا یقین دلا دو تو شائد میں کچھ کر سکوں....!"

"میرے ایک بزرگ کی ایک نوٹ بک ہے۔!"

"میں نے اس کی اہمیت کے بارے میں پوچھا تھا....!"

"اہمیت....اب کیا فائدہ....اب میں اس ذلیل کی گرد کو بھی نہ پاسکوں گا۔!"

"اس نوٹ بک میں کیا تھا....!"

"دریائے نمیلی کے ایک موڑ پر پائے جانے والے ہیروں کا سراغ تھا۔!"

لیزا ہنس پڑی....انداز ایسا ہی تھا جیسے نووارد کو احمق سمجھتی ہو۔

"یقین کرو مادام....میرے بزرگ نے منگولوں کی ایک پارٹی کے ساتھ ادھر کا سفر کیا تھا اور بہت کچھ لے کر واپس ہوئے تھے۔اس نوٹ بک میں یادداشت اور نقشے موجود تھے۔!"

"میں نے بچپن میں ایسی بہتیری کہانیاں پڑھی اور سنی تھیں۔!"

"خیر....کچھ بھی ہو....میری زندگی برباد ہو گئی....اسی چکر میں یہاں آیا تھا ورنہ مجھے ان غیر انسانی حرکات سے سروکار....!"

"کیا تم اپنے ان جملوں کی وضاحت کر سکو گے۔!"

"کیوں نہیں....مجھے اس چکر میں ڈالنے والا بھی نکولس ہی تھا۔اس نے کہا تھا کہ میری فرم میں ملازمت کر لو....عنقریب ایک پارٹی جڑی بوٹیوں کی تلاش میں دریائے نمیلی ہی کی طرف جانے والی ہے۔!"

لیزا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔"اگر ایسی کوئی بات تھی تو تمہیں مجھ سے ضرور تذکرہ کرنا چاہئے تھا۔میں دریائے نمیلی کے کنارے کنارے بھی سفر کر چکی ہوں....یہاں کی کئی مقامی زبانوں سے واقف ہوں۔نکولس تمہاری کیا مدد کر سکتا وہ تو اول درجے کا بدمعاش ثابت ہوا ہے۔اسی لئے ہیڈ کوارٹر میں اس کی طلبی ہوئی ہے کہ یہاں آنے سے قبل اس نے ایک بڑی رقم غائب کر دی تھی۔!"

"خدا کی پناہ....!" نووارد کراہا۔

"اچھی بات ہے.... میں دیکھوں گی.... کہ تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں۔!"

"بہت بہت شکریہ مادام....!" نووارد اٹھتا ہوا بولا۔

وہ دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ لیزا ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "ٹھہرو جیری۔!" وہ رک کر مڑا۔

"تم نے اس کا ذکر کسی اور سے تو نہیں کیا۔!"

"نہیں مادام.... نکولس جانتا تھا.... یا آپ جانتی ہیں۔!"

"تم نے بہت اچھا کیا.... میں اسے پھر بلوانے کی کوشش کروں گی.... یہاں بھی کوئی چارج لگا کر جواب دہی کے لئے طلب کر لینا کچھ مشکل تو نہیں۔!"

"یہی مناسب ہوگا مادام....!"

"بس جاؤ....!" لیزا مسکرا کر بولی۔ "میں دیکھ لوں گی۔!"

"شکریہ مادام....!"

وہ باہر چلا گیا.... لیزا خاموش بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔ تھوڑی دیر بعد اٹھی تھی اور آپریشن روم سے نکل کر نکولس کے اقامتی کمرے کی طرف آئی تھی۔

قفل میں کنجی لگائی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ نکولس کا سامان جوں کا توں موجود تھا۔ بڑی احتیاط سے سامان کی تلاشی لینی شروع کی لیکن کوئی ایسی نوٹ بک برآمد نہ کر سکی جس پر جیری اسٹاؤٹن والی نوٹ بک کا گمان بھی ہو سکتا۔

کہیں وہ نکولس کے پاس ہی نہ رہی ہو۔ اس نے سوچا، اگر ایسا ہے تو پھر ضائع ہو گئی ہو گی۔ کیونکہ وہ لباس تو نذر آتش کر دیا گیا تھا جو جانور بنائے جانے سے قبل اس کے جسم پر موجود تھا۔ خود لیزا ہی نے اپنے ہاتھوں سے اُسے بھڑکتے ہوئے آتش دان میں ڈالا تھا اور اس طرح کہ جیبیں تک ٹٹولنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔

دریائے نملی کے کسی کنارے پر پائے جانے والے ہیرے محض داستان کی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ اس نے بھی ان کے بارے میں پہلے ہی سے سن رکھا تھا۔ لیکن مقام کی صحیح نشاندہی کسی نے بھی نہیں کی تھی۔

نکولس کا کمرہ مقفل کر کے وہ پھر آپریشن روم میں آئی اور انٹر کوم پر کسی سے رابطہ کر کے جیری کو پھر بلوایا۔

"تمہیں شکرالی زبان آتی ہے....؟" اس نے پہلا سوال کیا تھا۔

"نہیں مادام.... یہی تو دشواری ہے....!" جیری بولا۔

"نوٹ بک یہاں آنے کے بعد تم نے اسکے حوالے کی تھی یا وہیں اسکے قبضے میں چلی گئی تھی۔!"

"وہاں میں نے اُسے دکھائی تھی.... دی نہیں تھی۔ یہاں پہنچ کر اس نے نقشوں کا مطالعہ کرنے کے لئے مانگ لی تھی۔ جب اسے راز دار بنالیا تھا تو اس حد تک اعتماد کرنا ہی چاہئے تھا۔!"

"فطری بات ہے....!" لیزا سر ہلا کر بولی۔

"تو آپ کو یقین آگیا ہے کہ دریائے نمیلی کے کسی کنارے پر ہیرے پائے جاتے ہیں۔!"

"یقین آئے یا نہ آئے.... نوٹ بک تمہیں واپس ملنی چاہئے.... ویسے بھی وہ تمہارے کسی بزرگ کی یادگار ہے۔!"

"سر ٹامس گرے میرے دادا تھے۔!"

"سر ٹامس گرے....!" لیزا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "وہی تو نہیں جنہوں نے ایک سفر نامہ "پراسرار مشرق" کے نام سے لکھا تھا۔!"

"وہی.... وہی مادام....!" جیری خوش ہو کر بولا۔

"کمال ہے تم نے کبھی بتایا نہیں کہ تم اتنے معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہو۔!"

"کیا بتاتا مادام.... میں تو کچھ بھی نہیں ہوں.... خطاب اور جاگیر میرے بڑے بھائی کے حصے میں آئے ہیں اور خاندان والوں سے میرا جھگڑا رہتا ہے۔!"

"لیکن میں تو تمہیں اب سر جیری اسٹاؤٹن گرے کہا کروں گی۔!" لیزا ہنس کر بولی۔

"میں نے اپنے نام کے ساتھ "گرے" لکھنا بھی چھوڑ دیا ہے۔!"

لیزا کچھ نہ بولی۔ "تھوڑی دیر خاموش رہ کر اس نے کہا۔ "اچھا اب تم جاؤ.... بہت جلد نکولس کو دوبارہ بلواؤں گی۔!"

جیری کے چلے جانے کے بعد وہ ہیڈ کوارٹر کے لئے ایک پیغام کوڈ کرنے لگی تھی جس کے مطابق اس نے جیری پر بھی نکولس کا ساتھی ہونے اور بغاوت کا الزام لگاتے ہوئے ہیڈ کوارٹر کو مشورہ دیا تھا کہ جیری کو ٹھکانے لگا دینا ہی مناسب ہوگا۔ کیونکہ وہ تھوڑی بہت شکرالی بھی بول سکتا ہے۔ اگر اسے جانور بنا کر جنگل میں پھکوا دیا گیا تو شکرالی جانوروں کو حقیقت کا علم ہو جائے گا۔!"

پیغام ٹیلی پرنٹر کے توسط سے روانہ کر دینے کے بعد وہ جواب کا انتظار کرنے لگی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد جواب بھی آ گیا۔ جس کے مطابق اسے جیری کو ٹھکانے لگا دینے کا اختیار دے دیا گیا تھا۔

اس نے طویل سانس لی اور آپریشن روم سے باہر نکل آئی۔



وہ گھنے جنگل میں داخل ہو چکے تھے۔ نکولس نے اُن دونوں کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔

"تمہارا دم غنیمت ہے....!" اس نے عمران سے کہا۔ "ورنہ خود کو اس حیثیت میں پانے کے بعد سے ڈر رہا تھا کہ کہیں ایسے شکرالیوں سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے جو میری زبان نہ سمجھتے ہوں اور مجھے جان ہی سے مار دیں لیکن میری خوش قسمتی.... بس اب کسی طرح اس بات کو چھپائے رکھنا پڑے گا کہ تم انگلش بھی بول اور سمجھ سکتے ہو۔!"

"کس سے چھپائے رکھنا پڑے گا....؟" عمران نے پوچھا۔

"انہی دونوں سفید فام لڑکیوں سے جو اس جنگل میں موجود ہیں۔!"

"وہ جانتی ہیں.... میں نے ہی انہیں پاگل ہو جانے سے بچایا تھا.... ورنہ وہ ہم سیاہ فام جانوروں کو دیکھ کر ہی دہشت زدہ ہو گئی تھیں۔!"

"تم دونوں تو بہت سمجھ دار ہو....!" نکولس بولا۔

"اب تم مجھے وہ جگہیں دکھاؤ جہاں انہوں نے ریشوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔"

"بہت بڑا جنگل ہے.... کئی دن لگ جائیں گے۔!"

"تم اس کی پرواہ مت کرو....!"

"کم از کم پہاڑ پر سے میری نگرانی ضرور کی جائے گی۔!"

"تمہارے بیان کے مطابق نگرانی ہم سبھوں کی ہوتی رہتی ہے۔!"

"اگر انہوں نے ان جگہوں کی نشاندہی کرتے دیکھ لیا تو شبہے میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ابھی تک تو لیزا یہی سمجھتی ہے کہ تم میں سے کوئی بھی شکرالی کے علاوہ اور کوئی زبان بول اور سمجھ نہیں سکتا۔!"

"کیا ہماری آوازیں بھی سنی جا سکتی ہیں وہاں....؟"

"نہیں.... اس کا انتظام وہ نہیں کر سکے.... البتہ بعض مقامات پر کیمرے پوشیدہ ہیں۔!"

"تمہیں علم ہے.... ان مقامات کا....؟"

"ہاں.... مجھے علم ہے.... اسی لئے میں اتنی احتیاط برت رہا ہوں تاکہ آپریشن روم میں نہ دیکھا جا سکوں....!"

عمران کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "سوال تو یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے....؟"

"مجھے صرف ایک ہی فکر ہے۔ کیا دوبارہ آدمی بن سکوں گا یا اسی حال میں مرنا پڑے گا....!"

نکولس نے کہا۔

"بڑی گھٹیا فکر لاحق ہو گئی ہے تمہیں....!" عمران ہنس کر بولا۔ "آدمی ہی ہونے کی حیثیت میں تم نے کون سا تیر مارا ہو گا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"بحیثیت آدمی تم کوئی شریف آدمی نہ رہے ہو گے۔!"

"ویسے تو شریف ہی آدمی تھا.... لیکن فوری اشتعال کے تحت ایک بڑا جرم سرزد ہو گیا تھا مجھ سے۔!"

"قتل....!"

"یہی سمجھ لو....!"

"اور پھر تم ان لوگوں کے ہتھے چڑھ گئے تھے۔!"

"ایسا ہی ہوا تھا.... اس کے بعد میں پوری طرح ان لوگوں کے قابو میں تھا....!"

"جانور بھی فوری طور پر مشتعل ہو جاتے ہیں اور منطقی شعور نہیں رکھتے لہٰذا بڑے بڑے بالوں میں کیا بُرے ہو.... نہ لباس کی فکر نہ رکھ رکھاؤ کا بخار.... میری ہی طرح عیش کرو۔!"

"تم تو عقلمندوں کی سی باتیں کر رہے ہو.... مجھ سے کہا گیا تھا کہ شکرالی نیم وحشی ہیں۔!"

"وحشت کے بھی کچھ نہ کچھ آداب ہوتے ہیں۔!"

نکولس پھر کچھ نہیں بولا تھا۔ وہ چلتے رہے.... گھوڑے ساتھ نہیں تھے۔ انہیں ایک محفوظ مقام پر باندھ دیا گیا تھا۔ عمران کو شہباز اور طرح دار کی تلاش تھی.... پتہ نہیں وہ چاروں کدھر نکل گئے تھے۔ حالانکہ عمران نے شہباز کو آگاہ کر دیا تھا کہ ادھر اُدھر بھٹکتے رہنے میں مزید مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے اس لئے اگر کسی جگہ محدود ہی رہا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

وہ کچھ دیر اور چلتے رہے پھر شارق نے عمران سے کہا تھا کہ وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہے۔

"کیا تمہارا سارا جوش رخصت ہو گیا۔!" عمران ہنس کر بولا۔

"نہیں صف شکن! میں تھوڑی دیر سونا چاہتا ہوں.... رات نیند نہیں آئی تھی۔!"

"اچھا.... اچھا.... سو جاؤ.... اور ایک بات پوری طرح ذہن نشین کر لو خواہ کچھ ہو.... یہ کھال ہرگز نہ اتارنا۔!"

"میں سمجھتا ہوں.... تم مجھے پہلے ہی بتا چکے ہو۔!"

عمران ایک طرف بیٹھ گیا.... نکولس بھی شائد کچھ دیر آرام ہی کی سوچ رہا تھا.... اس کے قریب ہی بیٹھ کر ایک درخت کے تنے سے ٹک گیا۔

"تم وائرلس آپریٹر تھے....؟" عمران نے اس سے پوچھا اور اثبات میں جواب سن کر سوال کیا۔ "یہاں سے کس قسم کے پیغامات ہیڈ کوارٹر بھیجے جاتے ہیں اور وہاں سے کس نوعیت کی ہدایات ملتی ہیں....؟"

"لیزا کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا.... پیغام رسانی ٹیلی پرنٹر کے ذریعے ہوتی ہے جس کے لئے کوڈ استعمال کیا جاتا ہے اور کوڈ سے لیزا کے علاوہ اور کوئی واقف نہیں ہے۔!"

"کیا وہ ٹیلی ویژن کیمرے بھی لاسلکی ہی ہیں جو یہاں کے مناظر پہاڑوں والی عمارت تک پہنچاتے ہیں۔!"

"ہاں وہ بھی لاسلکی ہی ہیں....!"

"اتنے زبردست اخراجات کسی بڑے مقصد کے حصول ہی کے لئے کئے جا سکتے ہیں۔!"

"مجھے تو یہ سب کچھ محض پاگل پن معلوم ہوتا ہے۔!" نکولس نے کہا۔

"کیوں نہ آج رات اس پہاڑ کا جائزہ قریب سے لیا جائے۔!"

"انہیں علم ہو جائے گا.... ایک مخصوص حد سے گذرنے والا پرندہ بھی ان پر ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔!"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم وہاں تک پہنچ ہی نہ سکیں گے۔!"

"میرا یہی خیال ہے.... میں نے لیزا کو کہتے سنا تھا کہ اگر کوئی جانور پہاڑ کی طرف آنے کی کوشش کرے تو اسے گولی مار دی جائے۔!"

"کہاں سے.... اور کس فاصلے سے....؟"

"یہ تو میں نہیں جانتا....!"

"پھر تو تمہارا وجود ہی ہمارے لئے فضول ہے کیوں نہ تمہیں بھون کر کھا جائیں۔!"

نکولس خوف زدہ سی ہنسی کے ساتھ بولا تھا۔ "میں تو خود کو تمہارے ساتھ محفوظ سمجھ رہا تھا۔!"

"وہاں رہنے والوں کی ضروریات کس طرح پوری ہوتی ہیں۔!" عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کر کے پوچھا۔

"ہفتے میں دو بار ہیلی کوپٹر رسد لاتا ہے۔!"

"زرد ریگستان ہی کی طرف سے آتا ہوگا کیونکہ ہم نے کبھی کسی ہیلی کوپٹر کی آواز نہیں سنی۔!"

"ادھر ہی سے آتا ہے....!"

"شارق....!" عمران شکرالی میں بولا۔ "زرد ریگستان تک پہنچنے کے لئے یہاں سے کتنی مسافت طے کرنی پڑے گی۔!"

"زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو میل....!"

"ارے ہاں.... ذرا یہ تو بتاؤ.... تمہارے بوڑھے اپنے بالوں کو سیاہ کیسے کر لیتے ہیں....؟"

"زر اسود کی پتیوں سے....!"

"کیسی ہوتی ہیں....؟"

"زرد رنگ کی پتیاں ہوتی ہیں.... انہیں کچل کر بالوں میں لگاتے ہیں بال سیاہ ہو جاتے ہیں.... اگر تم اسی زرد پتی کو اپنی انگلیوں سے مسلو تو تمہاری انگلیاں سیاہ ہو جائیں گی۔!"

"رنگ یقیناً پختہ ہوتا ہوگا....!"

"کئی دن تک انگلیوں کو دھوتے رہو تب چھوٹتا ہے....!"

"یہاں اس کے درخت ہیں....؟"

"جنگل بھرا پڑا ہے۔ کتنے ہی درخت راہ میں ملے تھے۔ ٹھہرو.... ادھر آؤ.... وہ دیکھو۔!"

اس نے اسے ایک درخت دکھایا تھا جس کی پتیاں زرد تھیں۔

"کام بن گیا....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"میں اس بھورے جانور کو اپنی ہی طرح سیاہ بنا دینا چاہتا ہوں۔!"

"کیوں....؟" شارق نے حیرت سے کہا۔

"تاکہ پہاڑ والے اسے پہچان نہ سکیں اور ہم کسی نہ کسی طرح اوپر پہنچ کر ان پر قابو پالیں۔!"

"جیسی تمہاری مرضی....!"

"درخت پر چڑھ جاؤ اور شاخیں توڑ توڑ کر نیچے گراتے جاؤ۔!"

"وہ دونوں مادائیں ابھی نہیں ملیں....!" شارق بولا۔

"لڑکے....؟ ماداؤں کے لئے زندگی پڑی ہوئی ہے.... اپنا کام کرو..

پھر عمران نے نکولس کو اپنی تجویز سے آگاہ کیا تھا۔

"بڑا اچھا خیال ہے.... پھر میں آزادی سے تم لوگوں کا ساتھ دے سکوں گا۔ ورنہ اس صورت میں تو شائد زندگی ہی سے ہاتھ دھونے پڑیں۔!"

شارق زرِ اسود کی پتیاں توڑنے کے لئے ایک قریبی درخت پر جا چڑھا تھا۔ دفعتاً اس کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی تھی۔ عمران چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ شارق بڑی پھرتی سے نیچے اترتا ہوا نظر آیا۔ پھر وہ بھاگ کر عمران کے پاس پہنچا تھا۔

"شمال کی طرف تین آدمی.... لیکن وہ شکرالی نہیں ہو سکتے۔!" شارق ہانپتا ہوا بولا۔ "ابھی دور ہیں لیکن اسی طرف آرہے ہیں۔!"

"کیا بات ہے....؟" نکولس نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... کالے بادل اٹھ رہے ہیں.... مجھے دکھانا چاہتا ہے۔!" عمران نے کہا اور زرِ اسود کے درخت کی طرف بڑھ گیا.... پھر وہ تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا تھا.... تھیلے سے دوربین نکالی اور بتائی ہوئی سمت دیکھنے لگا۔

"اُوہ....!" اس کے حلق سے تحیر زدہ سی آواز نکلی تھی۔

تین آدمی جنہوں نے اپنے چہروں کے بیشتر حصے گیس ماسک سے چھپا رکھے تھے۔ اُسی جانب بڑھتے نظر آئے.... اُن میں سے ایک کی پشت پر دو گیس سلنڈر دکھائی دے رہے تھے جبکہ دو آدمیوں کی پشت پر صرف ایک ہی ایک تھا۔

"یہ اضافی گیس سلنڈر....!" عمران بڑبڑایا۔ "شاید پھر کسی کو شکار کریں گے.... اچھی بات ہے.... آؤ دوستو....!"

اس نے دور بین تھیلے میں رکھی اور درخت سے اُتر آیا... شارق کے قریب پہنچ کر اس نے آہستہ سے کہا تھا۔ "اس بھورے کو یہیں چھوڑو اور چپ چاپ کسی طرف نکل چلو...!"

"ک... کیوں...؟"

اتنے میں نکولس بھی ان کے قریب آ پہنچا... عمران اسے مخاطب کر کے جلدی سے بولا تھا۔ "بادل اٹھ رہے ہیں... بارش ضرور ہوگی... تم یہیں ٹھہرو... ہم کوئی مناسب سی جگہ تلاش کرلیں۔!"

"مجھے تنہا نہ چھوڑو...!" نکولس کراہا۔

"فکر نہ کرو... تمہاری بہتری ہی کے خواہاں ہیں۔!"

"تمہاری مرضی...!" کہتا ہوا وہ وہیں بیٹھ گیا۔

وہ دونوں جھاڑیوں کے سلسلے میں دور تک گھستے چلے گئے... پھر عمران نے ایک گھنیرا درخت منتخب کیا اور وہ دونوں اسی پر چڑھتے چلے گئے۔

"آخر قصہ کیا ہے... کیا تم ان لوگوں سے خائف ہو۔!" شارق بولا۔

"نہیں... صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ کیوں آئے ہیں۔!"

پھر وہ گھنی شاخوں کے درمیان ایسی جگہ جا ٹھہرے جہاں نیچے سے نہ دیکھے جا سکتے۔ شارق کسی وحشی درندے کی طرح چوکنا ہو گیا تھا عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے بولا۔

"بس خاموشی سے دیکھتے رہو۔!"

وہ تینوں آہستہ آہستہ اسی طرف بڑھتے آرہے تھے۔ لیکن ایسے انداز میں کہ نکولس کو خبر نہ ہونے پائے... دفعتاً ایک آدمی نے اپنا راستہ بدل دیا جس نے پشت پر دو گیس سلنڈر اٹھا رکھے تھے۔ غالباً وہ نکولس کے عقب میں پہنچنا چاہتا تھا۔ دو آدمی وہیں رک گئے جہاں سے تیسرے نے راستہ تبدیل کیا تھا۔

"کہیں وہ اسے مار نہ ڈالیں...!" شارق آہستہ سے بولا۔

"بس دیکھتے رہو... دخل اندازی کا وقت نہیں آیا۔!"

تیسرا آدمی اس طرح نکولس کے پیچھے پہنچ گیا کہ اسے کانوں کان خبر نہ ہوئی... آہستہ آہستہ وہ داہنے ہاتھ سے دبی ہوئی ربر کی نلکی کا نوزل نکولس کی طرف بڑھا رہا تھا۔

"یہ کیا کر رہا ہے....؟" شارق نے اضطراب کے ساتھ پوچھا۔

"بیہوش کر رہا ہے اُسے....!"

"کچھ کرو....!"

"ابھی نہیں....!"

دیکھتے دیکھتے نکولس دھم سے زمین پر آرہا۔ وہ آدمی گھوم کر پھر انہی دونوں کے پاس پہنچ گیا تھا۔ تینوں تھوڑی دیر تک وہیں کھڑے رہے پھر انہوں نے اپنے چہروں سے گیس ماسک ہٹائے اور آہستہ آہستہ بیہوش نکولس کی طرف بڑھنے لگے۔

"اب ہمیں اُن پر حملہ کر دینا چاہئے....!" شارق نے دھیرے سے کہا۔

"میں کہتا ہوں چپ چاپ دیکھتے رہو.... اتفاق سے یہ موقع ہاتھ آیا ہے۔!" شارق پھر کچھ نہیں بولا تھا۔

دو آدمیوں نے اپنے گیس سلنڈر اتارے تھے جنہیں تیسرے آدمی نے سنبھال لیا تھا اور اب وہ دونوں جھک کر بیہوش نکولس کو اٹھا رہے تھے۔

تیسرے نے اپنا گیس ماسک اتار دیا۔

"ارے....!" شارق کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا "یہ.... یہ.... تو عورت ہے۔!"

گیس ماسک اتارتے ہی اس کے بڑے بڑے بال ہوا میں لہرانے لگے تھے۔

"اب آواز نکلی تو میں تمہیں نیچے پھینک دوں گا۔!" عمران غرایا۔

"نن.... نہیں نکلے گی۔!"

دونوں مرد نکولس کو اٹھائے ہوئے چل رہے تھے اور عورت اُن کے پیچھے تھی۔

"اب بہت احتیاط سے نیچے اُترو....!" عمران آہستہ سے بولا۔

درخت سے اتر کر انہوں نے ان کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ یہاں وہ بڑی آسانی سے اس طرح تعاقب جاری رکھ سکتے تھے کہ ان تینوں کے فرشتوں کو بھی اس کا علم نہ ہو سکتا۔

تھوڑی ہی دیر بعد عمران کو اندازہ ہو گیا کہ ان کا رخ پہاڑوں کی طرف نہیں ہے تو پھر کہاں جا رہے ہیں۔ تعاقب جاری رہا۔ شارق اس معاملے میں بھی عمران کی توقعات پر پورا اترا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سچ مچ ہمیشہ جنگل ہی میں رہا ہو اور کسی درندے کی طرح اپنے شکار

دھوکے میں رکھ کر گھات لگانا اس کی فطرت میں داخل ہو۔

شائد ان تینوں کو تعاقب کا احساس تک نہیں ہو سکا تھا۔ وہ اپنی دھن میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ پھر وہ ایک جگہ رک گئے.... شاید وہ لوگ تھکن محسوس کرنے لگے تھے جنہوں نے نکولس کو اٹھا رکھا تھا۔

نکولس کو زمین پر ڈال دیا گیا عورت ان سے کہہ رہی تھی۔ "اب یہ دیکھنا ہے کہ آخر یہ دونوں شکرالی جانور ہمارا تعاقب کیوں کر رہے ہیں۔ تم دونوں اس طرح آگے بڑھو جیسے تمہیں کسی چیز کی تلاش ہو.... پھر چکر کاٹ کر اُن کی پشت پر پہنچ جاؤ اور انہیں بھی بیہوش کر دو۔

"بہت بہتر مادام....!" ایک بولا اور وہ دونوں پھر گیس ماسک چڑھانے لگے تھے۔

عمران نے ان کی گفتگو سن لی تھی اور آہستہ سے شارق کے کان میں کہا۔ "انہیں علم ہو چکا ہے کہ ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔!"

اور وہ بھی بتایا جو عورت نے ان دونوں سے کہا تھا۔

"آنے دو....!" شارق بولا۔

"یوں نہیں.... تم اس طرف سے نصف دائرہ بناؤ.... اور میں ادھر جاتا ہوں.... تمہاری رفتار تیز ہونی چاہئے۔!"

پھر ان دونوں نے انہیں ٹھیک اسی وقت جالیا تھا جب وہ بھی شائد انہی کی طرف نصف دائرے میں دوڑ لگانے کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہو رہے تھے انہیں آواز نکالنے کی مہلت بھی نہ مل سکی۔ بُری طرح دبوچے گئے تھے۔

"مار نہ ڈالنا....!" عمران نے شارق سے کہا۔

"مم.... میں.... نے شائد مار ڈالا....!" شارق آہستہ سے بولا۔

عمران کا شکار بھی بے حس و حرکت ہو گیا تھا.... شارق اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "تم نے بھی تو مار ڈالا....!"

"یہ صرف بیہوش ہے.... اسی طرح جیسے تم بیہوش ہو گئے تھے۔!"

"مجھے بھی سکھا دو نا یہ طریقہ....!"

"اسی وقت....؟"

شارق کچھ نہ بولا.... عمران اس کے شکار پر جھک پڑا تھا.... آخر سر اٹھا کر مایوسی سے بولا
"واقعی ختم ہو گیا۔!"

"میں نے گردن ہی تو دبوچی تھی۔!"

"اچھا.... اچھا.... اب ذرا جلدی سے انہیں ہلکا کر دو.... ان کے سامان پر قبضہ کر لیں.... یہ ہمارے کام بھی آسکتا ہے۔!"

گیس سلنڈر اور گیس ماسکیں اتار لی گئیں.... اُن میں سے ایک بیہوش کرنے والی گیس کا سلنڈر تھا۔

"اب آؤ.... اسی عورت سے نپٹیں....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"اُس پر تو میں ہی چھلانگ لگاؤں گا....!" شارق نے کہا۔

"نہیں فرزند دلبند.... وہ محض چھلانگ ہی لگانے سے مر جائے گی۔!"

"احتیاط برتوں گا....!"

"نہ اسے مار ڈالنا ہے اور نہ بیہوش کرنا ہے.... اس سے تو باتیں ہوں گی.... اگر ایک بار بھی بیہوش ہو گئی تو پھر ہوش میں نہ آئے گی۔!"

"جیسی تمہاری مرضی....!"

وہ بہت احتیاط سے اس طرف بڑھنے لگے جہاں عورت اور نکولس کو چھوڑا تھا.... عورت نے انہیں دیکھا تو بوکھلا گئی.... پھر ریوالوروں پر بھی نظر پڑی.... یہ ریوالور انہوں نے اپنے شکاروں سے حاصل کئے تھے۔

عورت کے ہاتھ مشینی طور پر اوپر اٹھ گئے۔

"نہیں.... نہیں.... میں تو تم لوگوں کی ہمدرد ہوں....!" وہ شکرالی میں کہہ رہی تھی۔
"فائر مت کرنا.... میں کوشش کر رہی ہوں کہ تم سب دوبارہ آدمی بن جاؤ۔!"

"تو تم وہی ہو....!" شارق غرایا.... "تم شکرالی بول سکتی ہو۔!"

"کون ہوں.... کون ہوں....؟"

"وہی جو زیارت گاہ میں رحبان کے سردار کی بیوی بن کر گئی تھی۔!"

"کیسا رحبان....؟ کیسی زیارت گاہ....؟ میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"یہ کون ہے....؟" عمران نے بیہوش نکولس کی طرف اشارہ کیا۔

"یہی دیکھنے کے لئے تو لے جارہی تھی کہ یہ کون ہے۔!"

"یہ ہمارے ہی ساتھ تھا.... لیکن ہمارے زبان نہیں سمجھتا تھا۔!"

"تب تو بڑی عجیب بات ہے۔!"

"یہ وہی عورت ہے....!" شارق پیر پٹخ کر دہاڑا۔

"ہوگی....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "خوبصورت تو ہے۔!"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو....!" شارق بھنا کر بولا۔

"فرزند دلبند....! تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو.... اس لئے فی الحال اپنی زبان بند رکھو۔!"

"میرے دونوں ساتھی کہاں ہیں....؟" عورت نے پوچھا۔

"ایک آسمانوں کی سیر کر رہا ہوگا.... اور دوسرا صرف بیہوش ہے۔!"

"یعنی ایک مر گیا....!" عورت بوکھلا کر بولی۔

"میرا یہ بھتیجا ایک خیرہ سر ہے.... تمہارا وہ ساتھی اسی کے حصے میں آیا تھا.... میں ذرا آہستہ ہاتھ جماتا ہوں۔!"

"ہم تو تمہاری بھلائی چاہتے تھے....!"

"ہم نے سنا تھا کہ شکرال میں یہ وبا پھیل رہی ہے۔!" عورت نے کہا۔ "لہٰذا ہم تمہاری مدد کرنا چاہتے تھے.... تم نے اسے مار ڈالا....!"

"لگے ہاتھوں اس کا بھی اعتراف کرلو کہ تم وہی عورت ہو۔!"

"ہاں میں وہی عورت ہوں....!"

شارق اس کی طرف جھپٹا ہی تھا کہ عمران جلدی سے بول پڑا۔ "خبردار بھتیجے۔!"

شارق کے قدم رک گئے.... اور وہ عمران کو قہر آلود نظروں سے دیکھنے لگا۔

"میں نے تو سنا تھا کہ شکرالی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔!" عورت کانپتی ہوئی سی آواز میں بولی۔

"خیرہ سروں کو کسی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔!" عمران نے کہا۔ "لیکن میرا بھتیجا صرف میری ہی پرواہ کرتا ہے.... نہ روکتا تو تم اپنا حشر دیکھ ہی لیتیں....!"

"تم بہت اچھے ہو....!"

"اگر میری دم پر گلاب کا پودا بھی اُگ آئے تو پھر کیسا لگوں گا۔!"

"زندہ دل بھی ہو۔!" عورت نے خوف زدہ سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

نکولس کو ہوش آرہا تھا۔ عمران خاموش ہو گیا عورت بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"سنو عورت.....! ہم دونوں اس جھاڑی میں جارہے ہیں.....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں.....!" عورت جلدی سے بولی۔

"کیوں.....؟" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے اس کے ساتھ تنہا نہ چھوڑو..... پتا نہیں یہ کون ہے۔ شکرالی تو نہیں معلوم ہوتا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے.....!"

"نہیں عجیب بات نہیں ہے..... شکرالیوں کے لئے تو میں بڑی اپنائیت محسوس کرتی ہوں۔ آخر تمہاری زبان بول سکتی ہوں۔!"

"اسی لئے زیارت گاہ میں.....!" شارق نے کچھ کہنا چاہا تھا۔ لیکن عورت ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "میری بات سمجھنے کی کوشش کرو..... میں زیارت گاہ میں مجبوراً گئی تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ رحبان والے حجروں سے نکلتے ہی نہیں تو میں نے بڑے عابد کا سہارا لینا چاہا۔ یقین کرو میں انہیں حجروں سے نکال کر دوبارہ آدمی بنانے کی کوشش کرتی۔!"

"اچھی بات ہے..... مان لیا کہ تم ہماری دوست ہو.....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "پھر بھی میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ تمہاری موجودگی میں ہوش میں نہ آئے۔!"

"تو مجھے ہٹا دو یہاں سے۔!"

"بہت چالاک ہو.....!"

"نہیں تم غلط سمجھے..... میں بھاگوں گی نہیں۔!"

"تم.....!" عمران نے شارق سے کہا۔ "اسے وہیں لے جاؤ..... جہاں وہ دونوں پڑے ہوئے ہیں..... لیکن اسے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنے دینا۔!"

"تم فکر نہ کرو چچا.....!"

وہ ریوالور کو جنبش دیتا ہوا اسے وہاں سے ہٹا لے گیا۔

نکولس اٹھ گیا تھا اور اس طرح گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا تھا جیسے سمجھ ہی میں نہ آرہا ہو کہ

اس پر کیا گذری تھی اور اب کہاں ہے۔!

"نکولس، نکولس....!" عمران اس کا شانہ ہلا ہلا کر آہستہ سے بولا۔ "ہوش میں آؤ۔!"

"کیا تم پوری طرح سن رہے ہو۔!"

"ہاں میں سن رہا ہوں۔!"

"وہ لوگ تمہیں پھر سے اٹھا لے جانا چاہتے تھے۔!"

"کون لوگ....؟"

"پہاڑ والے.... دو مرد تھے اور ایک عورت....!"

"عورت....!" نکولس اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ہاں.... ان میں سے ایک کو میرے ساتھی نے مار ڈالا اور دوسرا بیہوش ہے.... عورت کو میں نے یہاں سے ہٹا دیا ہے.... میں نے سوچا ہے پہلے تمہیں کچھ سمجھا دوں....!"

"کیا سمجھاؤ گے....!"

"وہ مجھ سے شکرالی میں گفتگو کرتی رہی تھی.... اس پر یہ نہ ظاہر ہونا چاہئے کہ مجھے انگریزی بھی آتی ہے.... میں نے اسے بتایا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رہتے ضرور ہو.... لیکن ہم تمہاری زبان نہیں سمجھ سکتے۔!"

"میں سمجھ گیا.... تم بہت ذہین جانور ہو دوست....! اچھا اب مجھے وہاں لے چلو.... وہی کتیا لیزا گوردوا اور اس کے چند راز دار ساتھی ہوں گے۔!"

"میں یہ چاہتا ہوں کہ تم دونوں کی گفتگو سکون سے سن کر کسی نتیجے پر پہنچ سکوں۔!" عمران نے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے اسی سمت چل پڑا جدھر شارق عورت کو لے گیا تھا۔

"بس خاموشی سے چلتے رہو۔!" عمران بولا۔ "اس کا خاص خیال رکھنا کہ میں انگریزی نہیں سمجھ سکتا۔!"

"میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں.... تم مطمئن رہو دوست....!"

پھر وہ اس جگہ جا پہنچے تھے.... شارق عورت کو کور کئے کھڑا تھا۔

"آہا.... لیزا ڈارلنگ....!" نکولس نے قہقہہ لگایا۔

"اوہ.... نکولس....! میں تمہیں لینے آئی تھی۔ ان خبیثوں نے گھیر لیا۔!"

"ضرور.... ضرور.... تم مجھے ضرور لینے آئی ہو گی.... لیزا ڈارلنگ۔ ظاہر ہے کہ اب میں تمہیں مادام نہیں کہہ سکتا.... جانور ہو گیا ہوں۔ آدمی تو ہوں نہیں کہ ڈسپلن کا خیال رکھوں گا۔ اب میں ہوں اور تم ہو اور یہ جنگل ہے۔ اگر میرے یہ دونوں دوست بھی حصہ لگانا چاہیں گے تو میں ان کے دل نہیں توڑوں گا۔!"

"خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کرو.... مجبور تھی.... مجھے ہیڈ کوارٹر سے حکم ملا تھا کہ تمہیں جانور بنادوں۔ حکم میں نے مانا.... لیکن پھر میرا دل نہیں مانا اور اب میں پھر تمہیں آدمی بنانا چاہتی ہوں۔ اسی لئے واپس لے جا رہی تھی۔!"

"تعجب ہے.... تم تو بہت پھرتیلی ہو اُن کے قابو میں کیسے آگئیں۔ کیا تمہارے بلاؤز کے گریبان میں پستول نہیں.... وہ تو تم ہر وقت رکھتی ہو۔!"

"موجود ہے لیکن یہ بھی بہت تیز ہیں.... مجھے ابھی تک نکال لینے کا موقع نہیں مل سکا۔"

نکولس نے آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا۔

"میرا دماغ خراب ہو جائے گا چچا۔" شارق بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اس بھورے کو روکو!"

"تم اپنی آنکھیں بند کر لو فرزند دلبند.... چچا دیکھ رہا ہے۔!"

"یہ کیا کر رہے ہو نکولس....!" لیزا اچھلا کر چیخی لیکن اتنی دیر میں وہ اس کے گریبان سے اعشاریہ دو پانچ کا پستول نکال چکا تھا۔

"تم سے حماقت سرزد ہوئی ہے....!" وہ دانت پیس کر بولی۔

"جانور نہ عقلمند ہوتے ہیں اور نہ احمق.... بس جانور ہوتے ہیں۔!" نکولس نے قہقہہ لگایا۔

"اب تم آنکھیں کھول سکتے ہو فرزند....!" عمران نے شارق سے کہا۔

"میں نے بند کب کی تھیں.... تو یہ کتیا تفنگچہ بھی رکھتی تھی۔!"

ادھر نکولس لیزا سے کہہ رہا تھا۔ "میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کیوں آئی ہو۔ میرے غائب ہو جانے پر تم نے اپنے رازداروں کے علاوہ دوسروں کو یہی بتایا ہو گا کہ مجھے ہیڈ کوارٹر واپس بھیج دیا گیا اس پر وہ بے چارہ احمق بے چین ہو گیا ہو گا۔!"

"کون....؟ میں نہیں سمجھی۔!"

"میں جیری اسٹاؤٹن کی بات کر رہا تھا۔!"

"میں اب بھی نہیں سمجھی.... جیری اسٹاؤٹن کا کیا معاملہ ہے۔!"

"اتنا ہی کافی ہے کہ میں سمجھتا ہوں۔!"

"صاف صاف کہو....!"

"تم نے میرے سامان کی تلاشی ضرور لی ہوگی....!" نکولس ہنس کر بولا۔

دفعتاً عمران نے شارق سے کہا "جو مرا نہیں وہ شائد ہوش میں آرہا ہے۔ تم اسے سنبھالو..!"

لیزا بھی اس کی طرف متوجہ ہوگئی تھی.... شارق جھپٹ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

"یہ اسے بھی مار ڈالیں گے....!" لیزا نے مضطربانہ انداز میں نکولس سے کہا۔

"مجھے بے حد خوشی ہوگی.... تم سب اسی قابل ہو۔!"

"اگر ہم مر گئے تو تمہیں آدمی کون بنائے گا۔!"

"میں اب آدمی نہیں بننا چاہتا.... اسی حال میں بہت خوش ہوں۔!"

"کوئی شکاری تمہیں گولی کا نشانہ بنادے گا۔!"

"اُس سے مجھے کوئی شکایت نہ ہوگی.... کیونکہ وہ ایک کھلا ہوا دشمن ہوگا۔ ویسے ہم جانوروں میں بڑا بھائی چارا ہے.... حالانکہ یہ میری زبان بھی نہیں سمجھتے۔!"

"تم پچھتاؤ گے.... اس وقت پستول ہے تمہارے ہاتھ میں چاہو تو دوستی ہی کی آڑ میں انہیں نشانہ بنا سکتے ہو۔!"

"ضرور.... ضرور.... اُن کے ساتھ میں ضرور یہ برتاؤ کروں گا.... جنہوں نے مجھے سہارا دیا ہے۔!"

"تم جانو.... تمہارے دوبارہ آدمی بننے کا انحصار صرف مجھ پر ہے یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔!"

"مجھے ذرہ برابر بھی اس کی فکر نہیں ہے کہ دوبارہ آدمی بن سکوں گا یا نہیں.... ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ جب تمہیں میرے سامان میں سرٹامس گرے کی نوٹ بک نہ ملی ہوگی تو تم نے مجھے....!"

"بس ختم کرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر گھگھیائی.... "میں اس معاملے میں بھی تمہاری مدد کروں گی۔!"

"احمق عورت.... اب اس حال میں مجھے اس کی کیا پرواہ ہوسکتی ہے.... اب وہ میرے

کس کام آئیں گے.... اب مجھے کس مستقبل کی فکر ہو گی.... کس سوسائٹی میں بھرم بنائے رکھنے کی لگن ہو گی۔ آج کی دنیا میں جانور ہونا ہی زیادہ سود مند ہے۔!"

بیہوش آدمی پوری طرح ہوش میں آچکا تھا.... اور اس کے چہرے پر خوف کے سائے منڈلا رہے تھے۔ بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے ہذیانی انداز میں چیخنا شروع کر دے گا اور چیختے چیختے پھر بیہوش ہو جائے گا۔!

ٹھیک اسی وقت جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی اور مزید دو عدد سیاہ جانور ان میں آ ملے۔

"آہا.... واہ....!" ان میں سے ایک دہاڑا.... "یہ تو وہی کتیا ہے۔!"

عمران نے آواز پہچان لی تھی.... یہ شہباز کو ہی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔

"مجھے معلوم ہے.... تم فی الحال خاموش رہو۔!" عمران بول پڑا۔

"لیکن.... وہ دوسرا کون ہے....؟"

"میرا بھتیجا....!"

"اور یہ بھورا....؟"

"شائد اسی عورت کی نسل سے تعلق رکھتا ہے.... وو دن سے میرے ساتھ تھا.... دونوں دیر سے گفتگو کر رہے ہیں۔!"

"تو کیا یہ لوگ اپنی نسل کے آدمیوں کو بھی جانور بنا رہے ہیں۔!" طربدار بولا۔

"فضول باتیں نہ کرو.... تمہاری مادائیں کہاں ہیں....؟"

"تم ہی نے انہیں ہمارے پیچھے لگایا تھا....!" شہباز بولا۔

"میں پوچھ رہا ہوں وہ کہاں ہیں....؟"

لیزا اور نکولس خاموش ہو کر نئے آنے والوں کو دیکھنے لگے تھے۔

"ہم نے اُن سے پیچھا چھڑا لیا ہے۔!" طربدار بولا۔ "وہ کتیاں ہمیں اپنی زبان سکھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔!"

"تو کیا تم نے انہیں مار ڈالا....؟" عمران نے بوکھلا کر پوچھا۔

"نہیں.... البتہ اتنے اونچے درخت پر چڑھا آئے ہیں کہ زندگی بھر نیچے نہ اتر سکیں گی۔" شہباز نے کہا۔

"تم لوگ آخر میری بات کیوں نہیں سنتے۔!" لیزا نے انہیں شکرالی میں مخاطب کیا۔
"بس خاموش رہو....!" عمران غرایا۔
"کیا کہنا چاہتی ہو....!" شہباز بولا۔ "اگر عورت نہ ہوتیں تو تمہاری ٹانگیں چیر کر پھینک دیتا۔ آخر تم زیارت گاہ میں کیوں گئی تھیں اور شہداد کی بیوی....!"
"میں اسے سب کچھ بتا چکی ہوں.... لیکن اسے یقین نہیں آتا.... تم بھی سن لو....!"
پھر اس نے وہی سب کچھ دہرا دیا جو اسی سلسلے میں عمران سے کہہ چکی تھی۔ شہباز نے عمران کی طرف دیکھا۔
"میرے فیصلے اٹل ہوتے ہیں....!" عمران بولا۔
"فیصلے کی کیا بات ہے....؟" لیزا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔
"میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا.... جہاں تم اس بھورے کو لے جانا چاہتی تھیں.... یہ یہیں رہے گا۔ میرے علاوہ اور کوئی تمہارے ساتھ نہیں جائے گا۔!"
"ٹھیک ہے.... میں تیار ہوں۔!"
"تمہارا وہ آدمی بھی ساتھ نہیں جائے گا جو بچ گیا ہے.... وہ بطور یرغمال میرے ساتھیوں کے پاس رہے گا۔!"
"مجھے یہ بھی منظور ہے۔!"
"تم تنہا کہیں نہیں جا سکتے۔!" شہباز بولا۔
"میرے کاموں میں دخل نہ دو....!"
"تم بہت چالاک اور ذہین معلوم ہوتے ہو۔!" لیزا اٹھلائی۔ "تمہیں آدمی بنا کر دیکھوں گی کہ کیسے لگتے ہو۔!"
"تمہیں عورتوں کا کوئی تجربہ نہیں ہے اس کی باتوں میں ہرگز نہ آنا۔!" شہباز بولا۔
"لیکن میں اب عورت کا تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔!"
"اس کے بعد کسی اونچے درخت پر چڑھا کر بھاگ نکلنا۔!" شارق نے ہانک لگائی۔
"یہ کیسا بھتیجا ہے....!" شہباز نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"جیسا بھی ہے بھگتوں گا.... تم پرواہ نہ کرو....!"

طربدار شارق کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔ شارق نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تمہاری آواز کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی ہے۔!" طربدار نے آہستہ سے کہا۔

"اپنا کام کرو.... چچا کے علاوہ اور کسی کو نہ معلوم ہونا چاہئے کہ میں کون ہوں۔!"

ادھر نکولس اور لیزا کے درمیان پھر چھڑ گئی تھی۔ وہ اس سے کہہ رہا تھا۔

"تمہارے گریبان میں ٹرانس میٹر بھی موجود ہے.... ابھی تک اسے استعمال کرنے کا خیال نہیں آیا تمہیں۔!"

"میں تمہیں آگاہ کرتی ہوں کہ اسے ہاتھ لگانے کی جرأت نہ کرنا۔!"

"ہونہہ.... یہاں تم میرا کیا بگاڑ سکو گی۔!"

"مجھے اتنا حقیر بھی نہ سمجھو.... اگر میں نکل جانا چاہوں تو کیا یہ مجھے روک سکیں گے۔!"

عمران چوکنا ہو گیا۔

"کیا کرو گی تم....!"

"تمہیں بتاؤں گی....!" وہ حقارت سے بولی۔ "تم جو میرے دشمن ہو رہے ہو۔!"

"دشمنی کی ابتداء تمہاری طرف سے ہوئی تھی۔!"

"خاموش رہو.... میں تم جیسوں کو منہ لگانا پسند نہیں کرتی۔!"

"یہ نہ بھولو کہ اب ہم پانچ ہو گئے ہیں....!" نکولس ہنس کر بولا۔ ساتھ ہی اس نے بایاں ہاتھ لیزا کے گریبان کی طرف بڑھایا تھا۔

اس طرح لیزا کو موقع مل گیا کہ وہ اس کے پستول والے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیتی.... ساتھ ہی اس کی ایک ٹانگ بھی چلی تھی.... پھر پستول لیزا کے ہاتھ میں تھا اور نکولس زمین پر۔

"خبردار....! کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے۔" وہ انہیں للکارنے لگی۔

"ہم مر جائیں گے لیکن تم پر ہاتھ نہ اٹھائیں گے۔!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "کیونکہ عورت ہو اور ہم جانور ہو جانے کے بعد بھی شکرالی ہیں۔ بھتیجے خبردار خود کو قابو میں رکھنا....!"

کوئی کچھ نہ بولا.... نکولس زمین پر پڑا لیزا کو گھورے جا رہا تھا۔

پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا جو اپنا ریوالور تھیلے میں ڈال چکا تھا۔

"بھتیجے....!" عمران پھر بولا۔ "تم اپنے قیدی کو یہاں سے ہٹا لے جاؤ۔"

"نہیں....!" لیزا نے پستول کا رخ شارق کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "یہیں ٹھہرو....!"

"کیا خیال ہے چچا....اسے سبق دے دوں....؟" شارق نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں فرزند دلبند.... یہ ہماری ہمدرد ہے۔!"

"تو تمہیں میری بات پر یقین آ گیا ہے۔!"

"بالکل.... اور اس بات پر سخت افسوس ہے کہ تمہارا ایک آدمی محض غلط فہمی کی بناء پر مار ڈالا گیا۔!"

"یہ بہت اچھا ہوا کہ تم بہت جلد سمجھ گئے۔!"

"یہ جھوٹی ہے....!" شہباز دہاڑا.... "میں فرنگیوں پر اعتماد نہیں کر سکتا....!"

"ان پر تو کرنا پڑے گا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہ فرنگی بھی عجیب ہوتے ہیں ان کی ایک ٹولی تو لوگوں پر گولیاں برساتی ہے اور دوسری ٹولی زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی پھرتی ہے۔ ان کا نشان ایک دوسری کو کاٹتی ہوئی دو سرخ لکیریں ہوتی ہیں۔!"

"ہاں....ریڈ کراس....!" لیزا جلدی سے بول پڑی۔ "ہمارا تعلق ریڈ کراس سے ہے۔ ہم دکھی دنیا کے زخموں پر مرہم رکھتے ہیں۔ ہم تمہیں دوبارہ آدمی بنا دیں گے پہلے ہم تمہاری اس مرض کا سبب دریافت کریں گے پھر علاج کر دیں گے۔!"

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے....!" عمران زور سے بولا۔ "بھتیجے تفنگچہ تھیلے میں ڈال لو۔!"

شارق نے فوراً ہی تعمیل کی تھی اور لیزا کا ساتھی لیزا کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں....!" لیزا نے اس سے کہا۔ "میں انہیں بیوقوف بنانے میں کامیاب ہو گئی ہوں۔!"

"کاش....کاش.... یہ انگلش سمجھ سکتے۔!" نکولس کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"اب تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ الگ کر دیا جائے گا۔!" لیزا غرائی۔

"مجھے اب زندگی سے بھی پیار نہیں رہا۔!"

"تم کیا کر رہی ہو.... ادھر آؤ میرے ساتھ....!" عمران لیزا کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔ "میں علیحدگی میں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔!"

"ضرور.... ضرور.... لیکن اپنے ساتھیوں سے کہہ دو کہ اس بھورے کو میرے آدمی کے

قریب نہ جانے دیں۔!"

"وہ سن رہے ہیں.... ایسا ہی ہوگا۔!"

وہ عمران کو حیرت سے دیکھتے رہے جو لیزا کا ہاتھ پکڑے ایک جانب چلا جا رہا تھا۔

"واہ رے چچا....!" شارق آہستہ سے بولا۔

"بتاؤ تم کون ہو....!" طربدار نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"چچا کا بھتیجا....!" شارق نے جواب دیا۔

ٹھیک اسی وقت شہباز نے اونچی آواز میں طربدار سے کہا۔ "اس سے مت الجھو اگر وہ نہیں بتانا چاہتا۔!"

اتنے میں نکولس اٹھ کر لیزا کے ساتھی کے قریب پہنچا تھا۔

"ٹونی....!" وہ آہستہ سے بولا اور لیزا کا ساتھی اچھل پڑا۔

"تت.... تم میرا نام کیا جانو....؟"

"اس کا مطلب ہوا کہ تم نہیں جانتے میں کون ہوں....!"

"نہیں.... میں کیا جانوں....!"

"میں نکولس ہوں.... وائرلس آپریٹر....!"

"خدا کی پناہ.... یہ کیونکر ممکن ہے....!"

"ہم سب اسی طرح دھوکے میں رہ کر آہستہ آہستہ جانور بن جائیں گے۔!"

"آخر کیوں، مجھ سے تو کہا گیا تھا....!"

"کچھ بھی کہا گیا ہو.... لیکن تم مجھے دیکھ ہی رہے ہو۔!"

"میری سمجھ میں آرہا....!"

"نہ آرہا ہو.... لیکن کیا تم جانور بننا پسند کرو گے۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"کیا تمہیں علم ہے کہ آدمی جانور کیوں بنائے جا رہے ہیں۔!"

"ہمیں یہ نہیں بتایا گیا۔!"

"میرا جرم یہی تھا کہ میں نے مقصد دریافت کیا تھا۔!"

"یہ تو سراسر ظلم ہے.....!"

"کیا تم ظالموں کا ساتھ دینا پسند کرو گے۔!"

"اس حد تک ہرگز نہیں کہ اپنوں کے ساتھ بھی یہی روا رکھا جائے۔!"

"میں نے اسی پر احتجاج کیا تھا کہ انہوں نے دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا دیا ہے اور وہ اسی جنگل میں موجود ہیں۔!"

"لیکن ہماری تو ساری لڑکیاں موجود ہیں۔!"

"یہ کہیں اور سے لائی گئیں تھیں.... لیکن ہیں سفید فام ہی۔!"

ٹونی کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے سوال کیا۔ "تو پھر مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"پہاڑ پر سب کچھ تباہ کر دو.....!"

"لیکن.... میں.... کس طرح....؟"

"میرے بارے میں سب کو بتادو.... لیزا نے غالباً یہ افواہ پھیلائی ہے کہ مجھے ہیڈ کوارٹر میں طلب کر لیا گیا ہے۔!"

"ہاں اس نے سب کو یہی بتایا ہے۔!"

"یہاں کیا کہہ کر لائی تھی....؟"

"کہنے لگی ایک جانور بھورا ہو گیا ہے حالانکہ اسے بھی سیاہ ہی ہونا چاہئے تھا۔ اسے لیبارٹری میں لا کر سبب دریافت کرنا ہے۔!"

"اور اب تم سمجھ ہی گئے ہو گے کہ جانور بھورا کیوں ہو گیا ہے۔!"

"خوب اچھی طرح....!" ٹونی غصیلے لہجے میں بولا۔ "اس کتیا لیزا کی وجہ سے گیسپر مفت میں مارا گیا۔!"

"مارا گیا....؟ تت.... تو کیا وہ مر گیا ہے....!" نکولس اوندھے پڑے ہوئے آدمی کی طرح ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"ہاں جس کالے جانور نے اسے دبوچا تھا اسی نے مار ڈالا۔!"

"یہ خوفناک لوگ ہیں ٹونی.... لیکن انہوں نے میرے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا ہے۔!"

"آخر کیوں....؟ جبکہ تم ان کی زبان بھی نہیں سمجھ سکتے۔!"

"یہ میں نہیں جانتا۔!"

تینوں کالے جانور خاموش تھے.... ان میں سے کسی نے بھی ان کی آپس کی گفتگو میں دخل اندازی نہیں کی تھی۔

نکولس ٹونی سے کہہ رہا تھا۔ "لیزا کو ابھی یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ میں تم سے کس قسم کی گفتگو کر چکا ہوں۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا نکولس.... اب تو اس روگ کو سینے میں پالنا پڑے گا.... جب تک کہ کوئی مناسب موقع نہ آجائے۔!"

"تم اس راہ سے واقف ہی ہو گے جو تمہیں اوپر سے یہاں تک لے آئی ہے۔!"

"تہہ خانے کے پانچویں پوائنٹ کی حد تک... لفٹ سے باہر نکلتے ہی ہماری آنکھوں پر چمڑے کے تسمے چڑھا دیئے جاتے ہیں اور پھر ہماری آنکھیں جنگل کے قریب ہی کھلتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ لیزا کے علاوہ اور کوئی بھی راستے کی نشان دہی نہیں کر سکتا۔!"

"خیر.... دیکھا جائے گا۔!" نکولس اس کے قریب سے ہٹتا ہوا بولا۔ وہ پھر وہیں چلا آیا تھا جہاں لیزا اسے چھوڑ کر گئی تھی۔

ٹونی گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھا رہا.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ خود کو بھی ان جانوروں سے الگ نہ سمجھتا ہو۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے عمران کا قہقہہ سنا تھا۔ لیزا اونچی آواز میں کچھ کہہ رہی تھی۔

پھر وہ جھاڑیوں سے برآمد ہوئے تھے۔ لیزا کہہ رہی تھی۔ "میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ شکرال میں اتنے ذہین افراد بھی بستے ہیں۔!"

"جانور بننے سے پہلے کبھی کسی نے میری ذہانت کی تعریف نہیں کی۔!" عمران بولا۔

لیزا کچھ کہے بغیر ٹونی کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اس سے قبل اس نے نکولس کو غور سے دیکھا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ ٹونی سے کچھ کہتی رہی اور وہ تفہیمی انداز میں سر ہلاتا رہا۔ اس کے چہرے سے قطعی طور پر مترشح نہیں ہوتا تھا کہ کچھ دیر قبل وہ نکولس سے کس قسم کی گفتگو کر چکا ہے۔

ادھر عمران اتنی اونچی آواز میں اپنے ساتھیوں سے گفتگو کر رہا تھا کہ لیزا بھی سن سکے۔

"واقعی.... وہ اسی ادارے سے تعلق رکھتی ہے جو ساری دنیا میں دکھی انسانیت کی خدمت کر رہا ہے۔ یہاں یہ اپنے آدمیوں کے ساتھ دواسازی کے لئے جڑی بوٹیاں تلاش کر رہی ہے۔!"

"میں مطمئن نہیں ہوں....!" شہباز غرایا۔

"تم کوئی بھی ہو.... چچا سے ایسے لہجے میں گفتگو نہیں کر سکتے۔!" شارق بول پڑا۔

"بھتیجے رب عظیم کے لئے تم خاموش رہو....!"

"یہ آخر کون ہے....؟" شہباز نے سرد لہجے میں پوچھا۔

لیکن عمران اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر کہتا رہا۔ "تم لوگ یہیں ٹھہرو گے.... میں بھورے کے ساتھ جاؤں گا۔!"

"کہاں جاؤ گے....؟"

"اس عورت کے ساتھ.... یہ بھورے پر اپنی دوائیں آزمائے گی.... اگر کامیابی ہو گئی تو پھر ہم سب دوبارہ آدمی بن سکیں گے۔!"

"میں پوچھ رہا ہوں اس کے ساتھ کہاں جاؤ گے۔!"

"پہاڑ کے آس پاس کہیں ڈیرہ ڈال رکھا ہے ان لوگوں نے۔!"

"اس کے آدمیوں پر اس بیماری کا حملہ کیوں نہیں ہوا....؟"

"علیحدگی میں اس نے مجھے بتایا ہے کہ یہ بھورا جانور اسی کے ساتھیوں میں سے ایک ہے۔ وہ اسے یہاں سے لے جانے ہی کے لئے آئی تھی۔ جس طرح ہم اپنے آدمیوں کا سامنا کرنے سے کترا رہے ہیں اسی طرح یہ بھورا بھی اپنے آدمیوں میں نہیں جانا چاہتا۔ مرنے مارنے پر آمادہ ہے۔!"

"تم جانو.... میں تو مطمئن نہیں ہوں....!" شہباز کسی قدر ڈھیلے لہجے میں بولا۔

عمران نکولس کے قریب آبیٹھا اور اشاروں سے اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا کہ اسے لیزا کے ساتھ جانا چاہئے اور وہ خود بھی اس کے ساتھ چل رہا ہے۔ لیزا ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گئی.... اور نکولس عمران کے اشاروں کے جواب میں زور زور سے سر ہلا کر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر رہا تھا۔

"وہ نہیں جائے گا تو زبردستی لے جاؤں گا۔!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "مشکل تو یہ ہے کہ یہ ہماری زبان نہیں سمجھتا۔ کیا اپنے تمام ساتھیوں میں صرف تم ہی شکرالی سمجھ سکتی ہو؟"

"میرے لئے بھی یہی سب سے بڑی دشواری ہے.... ورنہ یہ ہماری گفتگو سن کر راہ راست پر آجاتا۔ اب اگر میں انگلش میں اسے کچھ سمجھانا چاہوں گی تو یہ اعتبار نہیں کرے گا۔ تم سنئے یہ ہی ہے کہ اس نے میرے گریبان سے پستول نکال کر مجھے مار ڈالنا چاہا تھا۔"

"پھر بتاؤ کیا کریں....!" عمران جھلا کر بولا۔

"زبردستی لے چلو....!"

"یہی تو کہا تھا میں نے۔!" عمران نے کہا اور نکولس پر جھپٹ پڑا.... پھر آن واحد میں اس نے اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا تھا۔ نکولس رہائی کے لئے جدوجہد کرنے لگا۔

"اس سے کہو کہ چپ چاپ پڑا رہے۔!" عمران نے لیزا سے کہا۔ "اگر طاقت دکھائے گا تو ریڑھ کی ہڈی توڑ دوں گا۔!"

"تم واقعی بہت طاقت ور معلوم ہوتے ہو۔!"

"اس سے کہو....!"

لیزا نے انگلش میں عمران کے الفاظ دہرائے.... اور ادھر عمران نے نکولس کو بائیں ہاتھ سے جکڑے ہوئے داہنے ہاتھ سے کنپٹی پر دباؤ ڈالا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں نکولس بے حس و حرکت ہو گیا۔

"بس اب چل دینا چاہئے....!" اس نے لیزا سے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ وہاں سے چل پڑے تھے اور وہ تینوں خاموش کھڑے خلاء میں گھورے جا رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قطعی طور پر خالی الذہن ہو گئے ہوں۔ پھر شہباز چونکا تھا اور دونوں کو باری باری سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔!"

"کیا نہیں ہو سکتا....؟" طرہدار نے سوال کیا۔

"تعاقب کریں گے.... شاراشکی....!"

"واہ....!" شارق اچھل پڑا۔ "بڑی اچھی تدبیر سوجھی ہے تمہیں۔!"

شاراشکی کا مطلب تھا درخت بن کر دشمن کا پیچھا کرنا۔ انہوں نے جلدی جلدی درختوں سے شاخیں کاٹی تھیں اور انہیں اس طرح اپنے جسموں پر باندھا تھا کہ انہیں میں چھپ کر رہ گئے تھے۔ اس کے بعد شہباز نے ان سے آگے بڑھنے کو کہا تھا اور وہ اُسی سمت چل پڑے تھے جدھر لیزا عمران وغیرہ کو لے گئی تھی۔

بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے تین ایسے درخت حرکت میں آگئے ہوں جن کے تنوں کے نچلے
حصے بھی پتیوں سے ڈھکے ہوئے ہوں۔



عمران نکولس کو کاندھے پر اٹھائے چلتا رہا۔ اسی دوران میں اسے ہوش بھی آگیا تھا اور اس
نے ادھر اُدھر دیکھ کر سرگوشی کی تھی۔

"تم غلطی کر رہے ہو۔!"

"فکر مت کرو.... اور اسی طرح پڑے رہو جیسے ابھی بیہوش ہی ہو۔!"

لیزا مطمئن تھی کہ نکولس اس شکرالی جانور کو حقیقت حال سے آگاہ نہ کر سکے گا۔ اس لئے
اس نے اُن سے قریب رہنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ کبھی کبھی مڑ کر وہ عمران سے تیز چلنے کو کہتی
اور پھر آگے بڑھ جاتی۔ وہ سب سے آگے تھی۔ ٹونی اس کے پیچھے تھا اور عمران زیادہ تیزی نہیں
دکھانا چاہتا تھا۔ یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ نکولس کا وزن اس کے تیز چلنے میں مانع ہے۔ حالانکہ ایسا
نہیں تھا۔ چاہتا تو ان دونوں پر سبقت لے جاتا۔

ایک جگہ رک کر وہ عمران ہی سے آملی.... ٹونی اپنی دھن میں چلتا رہا تھا.... اس تبدیلی کا
اس پر کوئی اثر نہ ہوا.... لہٰذا اب وہ سب سے آگے چل رہا تھا۔

"تم نے اسے کس طرح بیہوش کیا تھا کہ ابھی تک ہوش میں نہیں آیا۔!"

"میں نے اسے سسرال سنگھادی تھی۔!"

"سسرال کیا چیز ہے....؟"

"ہوتی ہے ایک بوٹی۔!"

"کیسی ہوتی ہے....؟" مجھے پہچان بتاؤ۔!"

"اس میں سالوں اور سالیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔!"

"سالوں اور سالیوں کیا چیز ہے....؟"

"سسرال کی شاخیں.... ان شاخوں سے بھی مزید شاخیں پھوٹتی ہیں.... ساڑھو.... سلج
اوکر کا چوکر.... اور.... چوکر کا پیش کار وغیرہ وغیرہ....!"

"میں کچھ بھی نہیں سمجھی۔!"

"یوں نہیں سمجھو گی.... اگر کہیں دکھائی دے گئی تو پہچان کرا دوں گا۔!"

"تم کبھی شکرال سے باہر بھی گئے ہو۔!"

"نہیں.... شکرال ہی میں رہا ہوں۔!"

"شکرالی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں سمجھ سکتے۔!"

"نہیں....!"

"تو اس بھورے کی وجہ سے تمہیں بہت پریشانی ہوئی ہوگی۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی پریشانی نہیں ہوئی کہ ہماری ساری تیمال پی گیا۔!"

"تمہارا بھتیجا بہت خون خوار معلوم ہوتا ہے.... میرے ایک آدمی کو مار ہی ڈالا۔!"

"ناتجربہ کار ہے..... نہیں جانتا کہ صرف بیہوش کرنے کیلئے گردن پر کتنا دباؤ ڈالنا چاہئے۔!"

"دفعتاً لیزا نے ٹونی کو آواز دی اور وہ چلتے چلتے رک گیا.... قریب پہنچ کر لیزا بولی۔ "کیا اس سے میری عدم موجودگی میں تم نے کوئی گفتگو کی تھی۔!"

اشارہ نکولس کی طرف تھا۔

"نہیں مادام....! مجھے ہوش ہی کہاں تھا۔ یہ تجربہ بھی زندگی بھر یاد رہے گا اور اب یہ منحوس سیاہ فام اس طرح چلا آرہا ہے جیسے آپ کا پشتینی غلام ہو۔!"

لیزا کچھ نہ بولی.... وہ خاموشی سے چلتے رہے۔

"کیا تمہارے ساتھی مطمئن ہوگئے تھے....؟" لیزا نے تھوڑی دیر بعد عمران سے شکرالی میں پوچھا۔

"مطمئن نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔!"

"اگر تم شکرال سے باہر نہیں گئے تو تمہیں صلیب احمر کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟"

"مجھے ایک بوڑھے آدمی نے بتایا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس میں عورتیں زیادہ کام کرتی ہیں۔ بہرحال میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ اس جنگل میں قدم مت رکھنا....!"

"کیوں....؟"

"اگر تم جیسی خوب صورت خاتون کو بھی یہ مرض لاحق ہوگیا تو مجھے گہرا صدمہ پہنچے گا۔!"

"شکریہ....!" وہ ہنس پڑی۔

"میں دوسرے شکرالیوں کی طرح تنگ نظر نہیں ہوں کہ غیر شکرالی کو خاطر ہی میں نہ لاؤں۔!"

"میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے۔!"

"میں بھی بہت خوب صورت تھا۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"اچھا....؟ کاش میں تمہیں دوبارہ صحت مند بنا سکوں۔!"

"صحت مند تو میں اب بھی ہوں لیکن....!"

"پرواہ مت کرو.... یہ بال باقی نہ رہیں گے۔!"

مسلسل تین گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد وہ اس جگہ پہنچے تھے جہاں سے پہاڑ کی سمت جنگل کا گھنا پن بتدریج کم ہونے لگا۔ اب نکولس بھی اپنے ہی پیروں سے چل رہا تھا اور اس کا ہاتھ عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"کیا اب تم مجھے مار ڈالو گی لیزا....؟" دفعتاً اس نے سوال کیا۔

"اگر تم نے جیری اسٹاؤٹن کی نوٹ بک میرے حوالے نہ کی تو یہی ہوگا۔!"

"یہ ممکن ہے.... لیکن اسی صورت میں جب میں دوبارہ آدمی بن جاؤں۔!"

"میں نہیں جانتی کہ تم دوبارہ کس طرح آدمی بن سکو گے۔ ایسی کوئی چیز میرے سپرد نہیں کی گئی جو تمہیں آدمی بنا سکے۔!"

"مجھے حیرت ہے کہ یہ شکرالی جانور تمہارے ساتھ کیوں جا رہا ہے۔!"

"اس پر اور زیادہ حیرت ہوگی اگر میں تمہیں یہ بتا دوں کہ یہ لوگ مجھے اس عورت کی حیثیت سے پہچان چکے ہیں جس نے زیارت گاہ میں رحبان کے سردار کی نمائندگی کرنے کی کوشش کی تھی۔!"

"اگر ایسا ہے تو یہ بالکل احمق ہیں۔!"

"ہم نے احمقوں ہی سے تو ابتداء کی ہے.... اب عقل مندوں پر بھی ہاتھ صاف کریں گے۔"

"خدا تمہیں غارت کرے۔!"

لیزا نے زہریلا سا قہقہہ لگایا تھا۔

"کیا کہہ رہا تھا....؟" عمران نے اس سے پوچھا۔

"کہہ رہا تھا مجھ سے شادی کر لو....!" لیزا ہنستی ہوئی بولی۔

"آئینہ دکھاؤ اُسے....!"

"میں اس کا دل نہیں توڑنا چاہتی۔!"

"ہائیں.... تو کیا اس سے شادی کرو گی....!"

"فوری طور پر فیصلہ نہیں کر سکتی.... سوچوں گی۔!"

"تو پھر میں کیا ئبرا ہوں....!"

"اسی لئے تو کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہی ہوں۔!"

"یعنی میرے بارے میں بھی سوچ رہی ہو۔!" عمران نے خوش ہو کر پوچھا۔

"ہاں.... کیا تم نے کچھ دیر پہلے نہیں کہا تھا کہ تم دوسرے شکرالیوں کی طرح تنگ نظر نہیں ہو۔!"

"کہا تو تھا....!"

"بس تو پھر میں تمہارے بارے میں بھی سوچ رہی ہوں۔!"

"کیا میں اس نالائق بھورے کی گردن توڑ دوں۔!"

"ابھی نہیں.... پہلے تم دونوں کو آدمی بنانے کی کوشش کی جائے گی.... تمہاری شکل تو دیکھنی ہے۔!"

"انسانی شکل میں بالکل احمق لگتا ہوں۔!" عمران نے مایوسی سے کہا۔

"اس کے باوجود بھی میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں.... اگر آدمی نہ بن سکے تب بھی تمہیں خود سے جدا نہیں ہونے دوں گی۔ ویسے بھی اس شکل میں تمہیں تمہاری بیوی تو قبول کرنے سے رہی۔!"

"ابھی تو میری شادی ہی نہیں ہوئی۔!"

"یہ تو بڑی اچھی خبر سنائی تم نے۔!"

"اچھی خبروں کا ذخیرہ ہے میرے پاس....!"

"کہیں تمہارے ساتھی بھی نہ چل پڑے ہوں۔!"

"ناممکن.... وہ میرا حکم مانیں گے۔ بحیثیت جانور انہوں نے مجھے اپنا سربراہ تسلیم کر لیا ہے۔!"

"تب تو مجھے خوش ہونا چاہئے کہ میں ایک سربراہ کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ شام ہوتے ہوتے وہ منحوس پہاڑ کے قریب پہنچ سکے تھے۔ انتہائی خطرناک

ڈھلانوں والا پہاڑ تھا۔

"تم یہاں کیا کرنے آئی ہو....!" عمران بولا "یہ تو منحوس پہاڑ ہے۔!"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔!" لیزا آہستہ سے بولی۔

نکولس نے اب پھر شور مچانا شروع کر دیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں سے آگے بڑھنا ہی نہ چاہتا ہو۔

"تمہیں پھر تکلیف کرنی پڑے گی....!" لیزا نے عمران سے کہا۔ "اسے اٹھا کر لے چلو۔!"

"بہت اچھا.... ابھی لو....!" عمران نے کہا اور نکولس پر ٹوٹ پڑا.... لیکن اس بار بیہوش کئے بغیر ہی اسے اٹھالیا تھا۔ اسی طرح اسے پہاڑ کے دامن تک لے آیا۔ پھر مڑ کر لیزا سے پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے دفعتاً لیزا خود اس پر جھپٹ پڑی۔ اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا جسے اس نے اس کی ناک پر جما دیا تھا۔

نکولس اسکے شانے سے پھسل گیا۔ سارے جسم میں اینٹھن سی ہوئی تھی اور سر چکرا گیا تھا۔

لیزا کا یہ حملہ اچانک اور غیر متوقع تھا۔ سنبھلنے تک کا موقع نہ مل سکا۔ سر چکراتے ہی ہاتھ پیر بھی ڈھیلے پڑ گئے تھے۔



دوبارہ ہوش آیا تو تاریکی پھیل چکی تھی۔ لیکن وہ اپنے قریب ہی سرگوشیاں سی سن رہا تھا۔ پھر یہ سرگوشیاں واضح ہوتے ہوتے باقاعدہ آواز بن گئیں۔ کئی لوگ شکرالی زبان میں گفتگو کر رہے تھے۔ ذہن کسی قدر اور صاف ہوا تو اس نے آوازیں بھی پہچانیں۔ شہباز اور شارق کی آوازیں تھیں.... شارق کہہ رہا تھا۔ "میں نے صاف دیکھا تھا.... وہ اوپر چڑھ کر غائب ہو گئے تھے اور چچا کو بھی گرتے دیکھا تھا۔!"

"مت بکواس کرو....!" شہباز غرایا.... "ہم نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔!"

"تمہارے پاس چچا کی آنکھیں نہیں تھیں.... یہ دیکھو.... میں نے یہ دور بین چچا کے تھیلے سے نکال لی تھی.... جب وہ وہاں سے رخصت ہوئے تھے۔

عمران خاموش پڑا رہا.... شارق کہہ رہا تھا۔ "صبح ہونے دو.... میں تم لوگوں کو وہ جگہ دکھاؤں گا جہاں میں نے انہیں غائب ہوتے دیکھا تھا۔!"

"چچا کو ہوش میں تو لاؤ....!" طربدار بولا۔

"اس معاملے میں ناتجربہ کار ہوں.... ابھی میری عمر ہی کیا ہے.... اٹھارہ سال کا ہوں۔"

"چچا نے پہلے کبھی کسی بھتیجے کا ذکر نہیں کیا۔!"

"پچھلے ہی عشرے میں تو پیدا ہوا ہوں۔!"

طربدار نے اسے مارنے کو گھونسہ اٹھایا ہی تھا کہ وہ جلدی سے بولا۔

"رب عظیم کی قسم....! شکشت بھی ہوں اور خیرہ سر بھی.... ذرا سی....!"

"کیا کہا.... تم نے....!" شہباز چونک کر بولا۔ "شکشت بھی ہو اور خیرہ سر بھی.... پورے شکرال میں شہداد کے بیٹے کے علاوہ اور کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ کیا تم بھی انہی گیارہ آدمیوں میں سے ہو۔!"

"یہی سمجھ لو....!"

"اور لوگ کہاں ہیں....؟"

"اپنے حجروں میں... میرے علاوہ اور کسی نے بھی صف شکن کی بات پر یقین نہیں کیا تھا۔!"

"مگر تم کیوں چلے آئے....؟"

"انہیں دیکھنے کے شوق میں جنہیں تم درخت پر بٹھا آئے ہو.... پتا نہیں بیچاریوں پر کیا گذری ہو۔!"

"تم سے مطلب....؟" طربدار بگڑ کر بولا۔

شارق نے قہقہہ لگایا اور عمران اٹھ بیٹھا۔

"بھتیجے....! میں کہاں ہوں....؟"

"جہاں بھی تھے وہاں سے ہم تمہیں دور اٹھا لائے ہیں.... اگر تمہارے مشورے پر رکے رہتے تو بیہوشی کے عالم میں تمہیں چیونٹیاں گھسیٹ لے جاتیں۔!"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو بھتیجے.... وہ دونوں کہاں ہیں....؟"

"یہیں ہیں:... اور سخت اداس ہیں۔!"

"کیوں.... کیوں....؟"

"وہ یاد آ رہی ہوں گی جنہیں درخت پر بٹھا آئے ہیں۔!"

"صف شکن اسے سنبھالو.... ورنہ پیٹ کر رکھ دوں گا۔!" طربدار غرایا۔

"ہاتھ ٹوٹ جائیں گے.... میں شکست ہوں۔!" شارق ہنس پڑا۔

"ارے اب خاموش بھی رہو....!" شہباز بولا۔

"دیکھو بھائی....! مجھے صرف تین آدمی حکم دے سکتے ہیں.... ایک میرا باپ دوسرا سردار شہباز اور تیسرا صف شکن.... تمہارے کہنے سے میں خاموش نہیں رہ سکتا۔!"

"شارق....! اب بس کرو....!" عمران بولا۔ "مجھے کچھ سوچنے دو....!"

"تم کہتے ہو تو اب نہیں بولوں گا۔!"

"تم اس حال کو کیونکر پہنچے....؟" شہباز نے سوال کیا۔

"میں سمجھا تھا کہ عورت میری باتوں میں آگئی ہے لیکن اس نے بے خبری میں مجھے بیہوشی کی دوا سنگھا دی۔!"

"ہم جب وہاں پہنچے ہیں تو صرف تم ہی پڑے ملے تھے.... اُن تینوں کا کہیں پتا نہ تھا۔!"

"شش.... وہ دیکھو....!" دفعتاً شارق بولا۔ "ادھر پہاڑ کی جانب....!"

ہلکی سی محدود روشنی ایک جگہ دکھائی دی تھی اور پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی.... جلد ہی دوبارہ دکھائی دی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ٹارچ کی روشنی میں کوئی کچھ تلاش کر رہا ہو۔!

"آؤ.... اگر ہم نے اسے پکڑ لیا تو دشواریاں کم ہو جائیں گی۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

"ہم اس پہاڑ کے قریب جانا پسند نہیں کریں گے۔!" طربدار بولا۔

"حالانکہ وہی تمہاری بربادیوں کا مرکز ہے.... شاید تمہارے فرشتوں کو بھی علم نہ ہو کہ وہاں ایک عمارت بھی موجود ہے۔!"

"ناممکن....!" شہباز بولا۔

"بھورے جانور کی کہانی سننے کے بعد تم اپنی رائے بدل دو گے لیکن فی الحال اس کے لئے وقت نہیں ہے.... اگر تم ساتھ نہیں دو گے تو میں تنہا جاؤں گا۔!"

"میں تمہارے ساتھ ہوں چچا....!" شارق اٹھتا ہوا بولا۔

"طربدار تم یہیں ٹھہرو.... میں جاؤں گا.... صف شکن کے ساتھ....!" شہباز نے کہا۔

طربدار جہاں تھا وہیں رک گیا.... اور وہ تینوں تیزی سے روشنی کی طرف چل پڑے....

روشنی کبھی دکھائی دیتی اور کبھی غائب ہو جاتی۔ اس کی پوزیشن میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی تھی۔ قریب پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ وہ روشنی پہاڑ کے دامن میں نہیں بلکہ اونچائی پر تھی۔

"صف شکن.....! شائد یہی جگہ تھی.....!" شارق آہستہ سے بولا۔

"اندھیرے میں تم نے جگہ کیسے پہچان لی.....!" عمران نے کہا۔

"آسمان کی طرف منہ کر کے اس کٹاؤ کو دیکھو۔ کسی کتے کا پھیلا ہوا منہ لگتا ہے۔ لگتا ہے نا!"

عمران ترچھا ہو کر کسی قدر جھکا تھا..... اور پھر بولا تھا "ہاں لگتا تو ہے.....!"

"میں نے دوربین سے یہی کٹاؤ دیکھا تھا۔ ٹھیک اسی کے نیچے وہ لوگ غائب ہوئے تھے۔!"

"لیکن وہ روشنی کہاں غائب ہو گئی..... اب تو نہیں دکھائی دیتی۔!" شہباز نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا..... وہ تھوڑی دیر تک وہیں خاموش کھڑے رہے تھے پھر عمران نے اپنے تھیلے سے ٹارچ نکالی تھی اور نیچے ہی نیچے اس کٹاؤ کی طرف بڑھنے لگا تھا جس کی نشان دہی شارق نے کی تھی۔

شہباز اور شارق نے اپنے اپنے تھیلوں سے ریوالور نکال لئے تھے۔

عمران عین اسی کٹاؤ کے نیچے جا رکا اور کچھ دیر ٹارچ کی روشنی میں اطراف و جوانب کا جائزہ لے کر بولا۔ "اگر یہاں غائب ہوئے تھے تو یقین کرو کہ ان کے فرشتے بھی اس خطرناک ڈھلان پر چڑھنے کی ہمت نہیں کر سکیں گے۔!"

"میں نے کب کہا ہے کہ وہ ڈھلان پر چڑھے تھے..... بس نیچے ہی غائب ہو گئے تھے۔!" شارق نے کہا۔

"وہ روشنی.....! اب کہاں ہے.....؟" شہباز نے کہا۔

"کیوں کیا تم ڈر رہے ہو.....!" عمران نے پوچھا۔

"یہ پہاڑ خبیث ارواح کا بسیرا ہے۔ ہم بزرگوں سے سنتے آئے ہیں۔!" شہباز نے جواب دیا۔

"تم دونوں واپس جاؤ..... میں خود دیکھوں گا.....!" عمران غرایا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا.....!" شہباز نے بھی جواباً اسی کے لہجے میں کہا "تم نے سنا نہیں کہ شارق نے انہیں غائب ہوتے دیکھا تھا کیا پتھروں نے نگل لیا انہیں۔!"

"کچھ بھی ہو..... میں تو صف شکن کے ساتھ ہوں.....!" شارق بولا۔

"پھر بکواس کی تو نے....!" شہباز اس پر الٹ پڑا۔

"اے اپنا لہجہ ٹھیک کرو....!"

شہباز نے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ عمران اُن کے درمیان آتا ہوا بولا۔ "تم سے واقف نہیں ہے.... بچہ ہے.... اور اب میں اسے بتا ہی دوں.... ورنہ یہ اسی طرح کی الجھن پیدا کرتا رہے گا۔ کام بھی تو کرنا ہے۔!"

شہباز کچھ نہ بولا۔ عمران نے شارق سے کہا۔ "صرف تمہارے باپ ہی کا یہ حشر نہیں ہوا.... سردار شہباز بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں۔!"

"تت.... تو.... کیا یہ....؟"

"ہاں.... یہ سردار شہباز ہیں....!"

"مجھے معاف کردو.... سردار میں نہیں جانتا تھا....!" شارق اس کے قدموں میں جھکتا ہوا بولا۔ "میں تمہارا بہت احترام کرتا ہوں۔!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!" شہباز اس کے بازو پکڑ کر سیدھا کھڑا کرتا ہوا بولا تھا۔ "تم بھی مجھے غلط سمجھتے ہو صف شکن.... میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ میں پیٹھ دکھانا چاہتا ہوں۔!"

"میں نے کب کہا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو اور یہ لڑکا اسی کھال میں ہے جو تم نے اتاری تھی۔!"

"شکر ہے.... رب عظیم کا....!" شہباز طویل سانس لے کر بولا۔ "میں تو سمجھا تھا شائد یہ بھی مبتلا ہو گیا ہے۔!"

"مجھے یہ لڑکا پسند آیا ہے.... اس کی تربیت کروں گا۔!" عمران نے کہا اور پھر ٹارچ روشن کرلی۔ روشنی کا دائرہ آہستہ آہستہ بائیں جانب رینگ رہا تھا.... پھر اچانک پلٹا اور دور تک دائیں جانب رینگتا چلا گیا۔ چٹان کا یہ حصہ سطح زمین سے کسی سطح دیوار کی طرح ابھرا تھا اور قریباً تیس چالیس فٹ کی اونچائی تک دیوار ہی کی مانند سیدھا چلا گیا تھا.... پھر مزید بلندی پچھتر ڈگری کے زاویے سے شروع ہوئی تھی۔

"ناممکن.... قطعی ناممکن....!" عمران مڑ کر بولا۔ "پرندوں کے علاوہ شائد ہی کوئی ادھر سے اوپر پہنچ سکے۔!"

"وہ نیچے ہی غائب ہوئے تھے چچا اور میں نے خواب نہیں دیکھا تھا۔!" شارق بول پڑا۔

اس پر بھی یقین ہے مجھے۔!"

"پھر تم کہنا کیا چاہتے ہو....؟" شہباز نے پوچھا۔

"نیچے ہی کوئی راستہ موجود ہے۔!"

"کیا مجھے اس بات پر ہنس پڑنا چاہئے....!" شہباز بولا۔

"میں راستہ تلاش کرلوں گا۔!" عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"بقول بڑے عابد.... دل کی آنکھوں سے۔!" شہباز ہنس پڑا.... لیکن عمران کی سنجیدگی میں فرق نہیں آیا تھا۔

"چٹان کی جڑ میں راستہ تلاش کر رہا ہے۔!" کچھ دیر بعد شہباز نے شارق سے کہا۔

"ہاں.... سردار....!"

"مجھے اسی کا ڈر تھا کہ کہیں وہ بھی ذہنی توازن نہ کھو بیٹھے۔!"

دفعتاً انہوں نے عجیب قسم کی گھڑ گھڑاہٹ سنی تھی.... جو اتنی تیز تھی کہ شہباز شارق کا جواب بھی نہیں سن سکا تھا.... اور پھر جب عمران کی ٹارچ کی روشنی ایک جگہ چٹان کی سطح پر پڑی تو شہباز کا منہ حیرت سے کھل گیا.... چٹان میں ایک مستطیل خلا پیدا ہو گیا تھا۔ پھر گھڑ گھڑاہٹ دوبارہ سنائی دی اور وہ مستطیل نما خلا غائب ہو گیا.... چٹان پہلے ہی جیسی صورت میں نظر آئی.... ایک چھلانگ لگا کر عمران ان کے قریب پہنچا تھا اور بولا تھا "بھاگو....!"

انہوں نے غیر ارادی طور پر اس کی تقلید کی تھی۔ پھر قریب ہی کے ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں پہنچ کر عمران بولا۔ "رک جاؤ.... ادھر اس طرف تاکہ ادھر سے دکھائی نہ دے سکو....!"

"راستہ پیدا کر لیا تھا تو بھاگے کیوں....؟" شہباز نے آہستہ سے پوچھا۔

"دیکھنا چاہتا ہوں کہ انہیں اس کی اطلاع تو نہیں ہو گئی۔!"

"میں بھی کچھ بولوں....!" شارق مضطربانہ انداز میں بولا۔

"بے تکی نہ بولنا....!" شہباز بولا۔

"اگر انہیں اطلاع نہ ہوئی ہو تب بھی ہمیں فی الحال اس راستے سے نہ گذرنا چاہئے۔!"

"کیوں....؟" شہباز نے پوچھا۔

"ہم صرف تین ہیں نہ جانے وہ کتنے ہوں.... اور پھر ہم نہیں جانتے کہ اندر کیا ہے۔!"

"میں تم سے متفق ہوں بھتیجے.... کم از کم ہمیں صبح تک صبر کرنا پڑے گا۔!"

"میرا مطلب تھا کچھ اور لوگ بھی آجاتے۔!"

"صرف انہیں گیارہ کی حد تک جو حجروں میں چھپے بیٹھے ہیں.... کسی اچھے بھلے آدمی کو خطرے میں ڈالنا پسند نہیں کروں گا۔ جنگل میں جگہ جگہ ریشوں کے جال پھیلے ہوئے ہیں۔!"

وہ آدھے گھنٹے تک پتھر کی اوٹ میں چھپے رہے تھے لیکن چٹان کی جانب سے کوئی غیر معمولی بات مشاہدے میں نہیں آئی تھی۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ پہاڑ کے اندر والوں کو کسی تبدیلی کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ عمران نے ان دونوں پر اپنا یہی خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "اب ہمیں واپس چلنا چاہئے طربدار منتظر ہو گا۔!"

کچھ راستہ طے کرنے کے بعد شہباز نے کہا۔ "مجھے اُس بھوریئے کے بارے میں بتاؤ۔!"

"وہ بھی انہی سفید فاموں میں سے تھا.... جو پہاڑ پر کام کر رہے ہیں۔!" عمران بولا۔ "اسے سزا کے طور پر جانور بنایا گیا تھا.... کیونکہ اس نے اس غیر انسانی حرکت پر احتجاج کیا تھا۔ شائد نہ کرتا لیکن جب اس نے دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا دیکھا تو وہ آپے سے باہر ہو گیا۔!"

"یہی تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے اپنوں کو کیوں جانور بنایا۔!"

"اس لئے کہ شکرالی عورتیں ان کی دسترس سے دور ہیں.... صرف گھروں تک محدود رہتی ہیں.... شائد وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تمہاری اولادیں بھی بالدار ہوں گی یا نہیں۔!"

"لعنت ہے بے غیرتوں پر.... اس کے لئے اپنی ہی عورتیں پیش کر دیں۔!"

"ان کی کتابوں میں غیرت نام کا کوئی لفظ نہیں پایا جاتا....!" عمران بولا۔

"پتہ نہیں وہ بیچاریاں درخت سے اتر سکیں یا نہیں۔!" شارق بولا۔ وہ دونوں خاموش ہی رہے۔

"بہر حال! بھوریئے سے بہت کچھ معلوم ہوا ہے.... اس کا نام نکولس ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ جنگل میں کئی جگہ ریشوں کا جال بچھایا گیا ہے.... وہ ریشے پہاڑ پر لگی ہوئی مشینوں کے ذریعے حرکت میں لائے جاتے ہیں اور ان کا مصرف اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ ان کی زد میں آنے والا آدمی اپنے اوسان کھو کر بیہوش ہو جائے اور پھر ان کا کوئی کارندہ آکر اس بیہوش آدمی کے جسم کے اندر وہ زہر داخل کر دے جس سے بالوں کی افزائش ہوتی ہے۔!"

"لیکن طربدار کو دوسرا واقعہ پیش آیا تھا....!" شہباز نے کہا۔

"ضروری نہیں ہے کہ ہر آدمی ان جگہوں سے ضرور گذرے جہاں جہاں انہوں نے ریشوں کے جال پھیلا رکھے ہیں لہٰذا ایسے شکار کے لئے وہ وہی طریقہ اختیار کرتے ہیں جو طربدار کے لئے کیا تھا۔ یعنی گیس کے ذریعے بیہوش کر کے زہر جسم کے اندر پہنچا دیا جاتا ہے۔!"

"لیکن آخر یہ ہمیں جانور کیوں بنا رہے ہیں۔!"

"یہی تو دیکھنا ہے.... بھوریئے کو بھی اس مقصد کا علم نہیں تھا۔ اس کے بیان کے مطابق مقصد کا علم لیزا اگاردو کو ہو تو ہو.... اور کسی کو نہیں....!"

"لیزا اگاردو کون ہے....؟"

"وہی عورت....!"

"وہ شیطان کی بچی معلوم ہوتی ہے۔!"

"بہر حال وہ مطمئن تھی کہ نکولس شکرالی زبان نہ جاننے کی بناء پر ہمیں کچھ بتا نہیں سکے گا۔ اسی لئے اس کو بھی اسی جنگل میں پھکوا دیا گیا تھا۔ ان دونوں کی گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ نکولس کے قبضے میں کوئی اہم چیز تھی جسے حاصل کرنے کے لئے لیزا نے اسے دوبارہ پہاڑ پر لے جانا چاہا تھا۔!"

"نکولس نے نہیں بتایا تمہیں....؟"

"نہیں.... میں نے کوشش کی تھی.... لیکن وہ ٹال گیا۔!"

"عمارت تک پہنچنے کا راستہ تو تمہیں نکولس بھی بتا سکتا تھا۔!"

"لیزا کے علاوہ اور کوئی بھی راستہ نہیں جانتا.... یہ بات نکولس نے میرے کاندھے پر پڑے پڑے بتائی تھی۔ جنگل میں بھیجے جانے والوں کی آنکھوں پر چمڑے کے تسمے چڑھا دیئے جاتے ہیں اور پھر وہ تسمے جنگل ہی میں پہنچ کر اتارے جاتے ہیں۔!"

وہ پھر خاموش ہو گئے.... تاریکی میں ڈوبا ہوا جنگل بھی جیسے اچانک خاموش ہو گیا تھا۔
